سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

(جمعرات 8، جمعتہ المبارک 9، سوموار 12، منگل 13، بدھ 14، ہفتہ 17، سوموار 19- جون 2006)
(یوم الخمیس 11، یوم الجمع 12، یوم الاثنین 15، یوم الثلاثہ 16، یوم الاربعاء 17، یوم السبت، 20 یوم الاثنین 22- جمادی الاول 1427ھ)

چودھویں اسمبلی: پچیسواں اجلاس

جلد 25 (حصہ اول): شمارہ جات 1 تا 7

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

پچیسواں اجلاس

جمعرات،8۔جون2006

جلد 25:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ	------------	1
2۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	3
3۔	سالانہ بجٹ بابت سال 07-2006 اور ضمنی بجٹ سال 06-2005 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	------------	3

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
4-	ایجنڈا	------------	5
5-	ایوان کے عہدیدار	------------	7
6-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	13
	تعزیت		
7-	رکن اسمبلی حاجی محمد طاہر محمود (مرحوم) محترمہ قدسیہ لودھی کی والدہ ماجدہ، محترمہ صباء صادق کے والد محترم، فیصل آباد میں زہریلے پانی کی سپلائی کی وجہ سے وفات پانے والوں، ناموس رسالت کے لئے جرمن میں شہید ہونے والے عامر چیمہ اور کراچی میں عید میلادالنبی کے موقع پر سنی تحریک کے شہدا کے لئے دعائے مغفرت	------------	14
8-	چیئرمینوں کا پینل	------------	15
	حلف		
9-	نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف	------------	16
	پوائنٹ آف آرڈر		
10-	پریس گیلری سے صحافیوں کا ٹوکن واک آؤٹ	------------	17
11-	صوبہ میں امن عامہ کی ابتر صورتحال کی وجہ سے جرائم میں اضافہ اور قانون پر عملدرآمد میں دہرا معیار	------------	22
	سوالات (محکمہ صحت)		
12-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	27
13-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	50
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)		

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
14۔	مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹی رجسٹریشن مصدرہ 2006 قانون نمبر 4 اور مسودہ قانون (ترمیم) دی بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن مصدرہ 2004 قانون نمبر 14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹری کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	83
	پوائنٹ آف آرڈر	
15۔	سید یوسف رضا گیلانی سابق سپیکر قومی اسمبلی کے ساتھ سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل کا نامناسب رویہ ------------	85
16۔	بجٹ پر بحث کے لئے مختص ایام میں اضافہ ------------	91
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
17۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب لوکل گورنمنٹ مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	96
18۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب، قانون نمبر 27 مصدرہ 2004، مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب قانون نمبر 28 مصدرہ 2004 اور مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب، قانون نمبر 3 مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	97
19۔	تحاریک استحقاقات کے بارے میں مجلس استحقاقات کی	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	98
	توجہ دلاؤ نوٹس	
20۔	صادق آباد پولیس کے ہاتھوں دو بے گناہ شہریوں کا قتل ------------	98
21۔	راولپنڈی میں اغواء برائے تاوان اور بعد از وصولی رقم مغوی اور تاوان دہندہ کا قتل ------------	105

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
22۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ------------	108
	پوائنٹ آف آرڈر	
23۔	سٹینڈنگ کمیٹیوں کے الیکشن کروانے کا مطالبہ ------------	112
	تحاریک التوائے کار	
24۔	محکمہ اولڈ ایج بینیفٹ کے ریجنل اور زونل دفاتر بند کرنے سے سینکڑوں ملازمین بے روزگار اور پنشنروں کو مشکلات کا سامنا ------------	117
25۔	گنگا رام ہسپتال کی جانب سے غریب اور نادار مریضوں کو ایکسرے، الٹرا ساؤنڈ اور ٹیسٹوں کی مفت سہولیات کا واپس لیا جانا ------------	119
26۔	راولپنڈی میں اغواء برائے تاوان اور بعد از وصولی رقم مغوی اور تاوان دہندہ کا قتل ------------	120
27۔	ننکانہ صاحب میں مسلح افراد کی کم سن لڑکی سے اجتماعی زیادتی ------------	126
	قرارداد	
28۔	سابق رکن اسمبلی حاجی محمد طاہر محمود (مرحوم) کی وفات	

	پر گہرے رنج والم کا اظہار ------------	127

جمعتہ المبارک،9۔جون 2006

جلد 25: شمارہ 2

29۔	ایجنڈا ------------	129
30۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	131
	پوائنٹ آف آرڈر	
31۔	صحافیوں پر تشدد کے حوالے سے حکومتی کارروائی سے ایوان کو آگاہ کرنے کا مطالبہ ------------	132

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات آبکاری و محصولات، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ)	
32۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	134
33۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	159
	رپورٹیں (توسیع)	
34۔	مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	182
35۔	مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع------------	183
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
36۔	مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	184
	تحاریک استحقاق	
37۔	ضلع ناظم اور پولیس انتظامیہ کی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے شر پسندوں کا اسمبلی بلڈنگ کو نشانہ بنانا(---جاری) ------------	185
38۔	سیکرٹری صحت کا معزز رکن اسمبلی سے توہین آمیز سلوک ------------	187

تحاریک التوائے کار

39- فیصل آباد میں پینے کے پانی میں گندے پانی کی آمیزش کی وجہ سے ہیضہ کی وباء اور چار بچوں کی ہلاکت ---------- 196

سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)

40- مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج مصدرہ 2006 ---------- 197

41- مسودہ قانون نظرثانی طبی سہولیات عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 2006 ---------- 197

42- مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2006 ---------- 198

43- مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب مصدرہ 2006 ---------- 198

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
44-	مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2006	198
	ہنگامی قانون (جو متعارف ہوئے)	
45-	ہنگامی قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مجریہ 2006	199
46-	ہنگامی قانون (ترمیم) تحفظ صارفین پنجاب مجریہ 2006	199
47-	ہنگامی قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مجریہ 2006	200
48-	ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2006	200
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
49-	مسودہ قانون ایمرجنسی سروس پنجاب مصدرہ 2005	204
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
50-	بیت المال کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2004 کا ایوان میں پیش کیا جانا	214
51-	پالیسی کے اصولوں پر پابندی اور ان پر عملدرآمد کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2004 کا ایوان میں پیش کیا جانا	215
	عام بحث	

52۔ فیصل آباد میں پینے کے پانی میں گندے پانی کی آمیزش
سے متعلقہ تحاریک التوائے کار پر بحث ------------ 219

سوموار،12۔جون2006

جلد 25:شمارہ 3

53۔ ایجنڈا ------------ 231
54۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 233

تعزیت

55۔ رکن اسمبلی محترمہ ریحانہ جمیل کی مرحومہ والدہ صاحبہ
اور ابو مصعب زرقاوی شہید کے لئے دعائے مغفرت ------------ 234

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

سوالات (محکمہ زکوۃ و عشر)

56۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 235
57۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 267

پوائنٹ آف آرڈر

58۔ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے الیکشن کروانے کا مطالبہ ------------ 279

توجہ دلاؤ نوٹس

59۔ ہڈیارہ لاہور کے نواحی گاؤں سے سکول ٹیچر کا اغواء و تشدد ------------ 281
60۔ جی ٹی روڈ مریدکے، کے قریب ڈاکوؤں کے ہاتھوں ٹیکسی ڈرائیور کی ہلاکت ------------ 284

تحاریک استحقاق

61۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ عبوری رپورٹ بابت سال 2003
اور 2004 ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر ------------ 288

62۔	ایس پی انویسٹی گیشن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے اور حقائق بتانے سے انکار	290
63۔	اے ڈی جی ایل اور ڈی سی او بہاولپور کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ	295
	تحاریک التوائے کار	
64۔	ننکانہ صاحب میں مسلح افراد کی کم سن لڑکی سے اجتماعی زیادتی (۔۔۔جاری)	297
65۔	صوبہ میں برڈ فلو کے وائرس کی تصدیق	298
66۔	اربن روٹوں کے کرایہ میں اضافہ	302
67۔	خانقاہ ڈوگراں میں ڈاکوؤں کی بھائی اور باپ کے سامنے دوشیزہ سے اجتماعی زیادتی	305

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
68۔	میاں چنوں میں 6 سالہ بچی زیادتی کے بدلے ونی کا شکار	306
69۔	حافظ آباد کے نواحی گاؤں ونیکے تارڑ میں خوانچہ فروش کے جواں سال بیٹے کا قتل	307
	رپورٹ (توسیع)	
70۔	مجلس قائمہ برائے مال، بحالی و اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	311
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
71۔	مسودہ قانون (ترمیم) کوآپریٹو سوسائٹیز مصدرہ 2005	312
72۔	کورم کی نشاندہی	333

منگل، 13۔جون 2006

جلد 25: شمارہ 4

73۔ ایجنڈا ------------ 335

74۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 337

سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری اور سیاحت)

75۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 338

76۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 373

تحاریک استحقاق

77۔ (کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ------------ 403

تحاریک التوائے کار

78۔ ننکانہ صاحب میں مسلح افراد کی کمسن لڑکی سے اجتماعی زیادتی (۔۔۔جاری) ------------ 404

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

79۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر کو کروڑوں روپے
کی کرپشن کے باوجود تبدیل نہ کرنا ------------ 405

80۔ میاں چنوں میں 6 سالہ بچی زیادتی کے بدلے ونی کا شکار (۔۔۔جاری) ------------ 406

81۔ پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی جانب سے ہزاروں پیرا میڈیکل (ڈسپنسرز)
کو جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹس کا اجراء ------------ 409

82۔ محکمہ صحت کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے ملٹی نیشنل فارماسیوٹیکل کمپنیوں
کی ادویات کی قیمتوں میں ہزاروں فیصد اضافہ ------------ 410

83۔ سیمنٹ کی قیمت میں حیران کن اضافہ ------------ 412

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)

84۔ مسودہ قانون (ترمیم) بحالی اراضی پنجاب مصدرہ 2006 ------------ 417

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
85-	مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب مصدرہ 2006	419
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
86-	صوبہ کے بڑے ہسپتالوں میں برن یونٹس کا قیام	421
87-	نشتر پارک کراچی میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بم دھماکے سے شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت	426
	رپورٹیں (توسیع)	
88-	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ بابت سال 2000-1999 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	428
89-	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ بابت سال 2002-2001 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	429
90-	مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	430
91-	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ بابت سال 99-1998 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	431
92-	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ بابت سال 03-2002 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	432
	پوائنٹ آف آرڈر	
93-	اراکین اسمبلی کے ڈرائیوروں کے لئے پینے کے پانی کی فراہمی	433
94-	صوبہ میں خوراک میں بڑھتی ہوئی ملاوٹ پر بحث کی تحریک	434
	عام بحث	

95۔ صوبہ میں خوراک میں بڑھتی ہوئی ملاوٹ پر بحث ------------ 434

بدھ،14۔جون2006

جلد 25: شمارہ 5

96۔ ایجنڈا ------------ 467

97۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------ 469

پوائنٹ آف آرڈر

98۔ اسمبلی میں پیش ہونے سے قبل بجٹ کی اخبارات میں اشاعت ------------ 470

سرکاری کارروائی

99۔ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بابت سال 2006-07 ------------ 477

100۔ سالانہ بجٹ بابت سال 2006-07 کا پیش کیا جانا ------------ 494

101۔ ضمنی بجٹ بابت سال 2005-06 کا پیش کیا جانا ------------ 494

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
102۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب بابت سال 2006 کا پیش کیا جانا ------------	494

ہفتہ،17۔جون2006

جلد 25: شمارہ 6

103۔ ایجنڈا ------------ 495

104۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------ 497

پوائنٹ آف آرڈر

105۔ صحافیوں پر ہونے والے تشدد کے حوالے سے رپورٹ
اور اس پر حکومتی کارروائی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کرنے کا مطالبہ ------------ 498

تعزیت

106۔ قتل ہونے والے صحافی عصمت اللہ کے لئے فاتحہ خوانی ------------ 499

سرکاری کارروائی

عام بحث

107۔ سالانہ میزانیہ بابت سال 07-2006 پر بحث ------------ 499

پوائنٹ آف آرڈر

108۔ آئین کی دفعہ 160(5) کے تحت این ایف سی ایوارڈ کا اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا ------------ 516

109۔ پریس گیلری سے صحافیوں کا واک آؤٹ ------------ 516

110۔ آئین کی دفعہ 160(5) کے تحت این ایف سی ایوارڈ کا اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا (۔۔۔جاری) ------------ 518

111۔ اسمبلی میں پیش کئے بغیر بجٹ کی کسی مد پر نظر ثانی کرنا ------------ 522

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
112۔	سالانہ میزانیہ بابت سال 07-2006 پر بحث (۔۔۔جاری)	526
	سوموار، 19۔جون 2006	
	جلد 25: شمارہ 7	
113۔	ایجنڈا	563
114۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	565
	پوائنٹ آف آرڈر	

115- صحافی کے قتل پر قرارداد مذمت لانے کا مطالبہ ------------ 566
116- پاکستان پیپلز پارٹی کے عہدیداران کے قتل کا نوٹس لینے کا مطالبہ ------------ 566
تحاریک استحقاق
117- ڈائریکٹر (M-2(Maint نیشنل ہائی وے کی جانب
سے جاری کردہ مراسلہ میں معزز رکن اسمبلی پر الزام تراشی (۔۔۔جاری) ------------ 567
118- آئین کی دفعات (5)160 اور (6)160 کے تحت نیشنل فنانس کمیشن
کی سفارشات کا اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا ------------ 569
119- ایس پی انویسٹی گیشن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی
کا فون سننے سے انکار (۔۔۔جاری) ------------ 575
سرکاری کارروائی
عام بحث
120- سالانہ بجٹ برائے سال 07-2006 پر بحث (۔۔۔جاری) ------------ 578
121- انڈکس

1

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(5)/2002/811. Dated 30th May 2006. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect during the absence abroad of Ch.

Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

SAEED AHMAD
Secretary

3

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(109)/2006/814. Dated. 5th June, 2006. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 08.06.2006 at 03:00 p.m. in the Assembly Chambers Lahore.

سالانہ بجٹ بابت سال 07-2006 اور ضمنی بجٹ سال 06-2005

پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

> In exercise of the powers conferred under rules 134 and 147 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool**, Governor of the Punjab, hereby order that the annual Budget 2006-2007 and the Supplementary Budget 2005-2006 shall be presented to the Provincial Assembly of the Punjab on 14.06.2006 at 11:00 A.M.

Dated Lahore, the 4th June, 2006

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
Governor Of The Punjab

5

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8۔جون 2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

قرارداد

آئینی قرارداد

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون ایمرجنسی سروس مصدرہ 2006

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

1- ایوان کے عہدیدار

1-	جناب سپیکر	:	چودھری محمد افضل ساہی
2-	جناب قائم مقام سپیکر	:	سردار شوکت حسین مزاری
3-	وزیراعلیٰ	:	چودھری پرویزالٰہی
4-	قائد حزب اختلاف	:	جناب قاسم ضیاء

2- چیئرمینوں کا پینل

1-	رائے اعجاز احمد	:	پی پی-171
2-	ملک نذر فرید کھوکھر	:	پی پی-192
3-	محترمہ شاہینہ اسد	:	ڈبلیو-310
4-	رانا آفتاب احمد خان	:	پی پی-63

8

3- کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	:	وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	:	وزیر سی۔ایم۔آئی۔ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	:	وزیر کوآپریٹو
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	:	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانکنی و معدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	:	وزیر جیل خانہ جات
(9)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر آبکاری و محصولات
(10)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات و تعمیرات / انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ*
(11)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	:	وزیر جنگلات
(12)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	:	وزیر ترقی خواتین و انسانی حقوق / سوشل ویلفیئر*
(13)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر خوراک / تجارت و سرمایہ کاری*
(14)	رانا شمشاد احمد خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ
(15)	چودھری شوکت علی بھٹی	:	وزیر ثقافت و امور نوجوانان
(16)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی / جنگلی حیات / قانون و پارلیمانی امور / انسانی وسائل*

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 3۔مارچ 2006 اور 11۔مارچ 2006 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے برائے اجلاس (8۔جون تا 5۔جولائی 2006) تفویض کئے گئے۔

9

(17)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم
(18)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت
(19)	سید اختر حسین رضوی	:	وزیر محنت و افرادی قوت
(20)	جناب ارمغان سبحانی	:	وزیر قوت برقی
(21)	سید سعید الحسن	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور
(22)	ڈاکٹر طاہر علی جاوید	:	وزیر صحت
(23)	جناب عبدالعلیم خان	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
(24)	میاں محمد اسلم اقبال	:	وزیر سیاحت
(25)	سردار حسن اختر موکل	:	وزیر مینجمنٹ و پیشہ ورانہ ترقی
(26)	سید رضا علی گیلانی	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی
(27)	رانا محمد قاسم نون	:	وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(28)	جناب حسین جہانیاں گردیزی	:	وزیر لٹریسی اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم*
(29)	جناب محمد ارشد خان لودھی	:	وزیر زراعت / پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ*
(30)	جناب غلام محی الدین چشتی	:	وزیر / چیف وہپ
(31)	سردار حسنین بہادر دریشک	:	وزیر خزانہ
(32)	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(33)	میاں خادم حسین وٹو		
	المعروف محمد اختر خادم	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
(34)	جام محمد ہاشم گلیجہ	:	وزیر ماہی پروری
(35)	جناب محمد اعجاز شفیع	:	وزیر بیت المال

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 3-مارچ 2006 اور 11-مارچ 2006 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے برائے اجلاس (8-جون تا 5-جولائی 2006) تفویض کئے گئے۔

10

(36) مخدوم اشفاق احمد	:	وزیر تحفظ ماحولیات
(37) محترمہ نسیم لودھی	:	وزیر بہبود آبادی
(38) محترمہ قدسیہ لودھی	:	وزیر خصوصی تعلیم
(39) مسز جوئس روفین جولیس	:	وزیر اقلیتی امور

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 3-مارچ 2006 اور 11-مارچ 2006 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے برائے اجلاس (8-جون تا 5-جولائی 2006) تفویض کئے گئے۔

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

(1)	چودھری محمد کامران علی خان	:	مال
(2)	راجہ راشد حفیظ	:	مقامی حکومت و دیہی ترقی
(3)	جناب اعجاز حسین فرحت	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی
(4)	سید محمد تقلید رضا*		
(5)	چودھری نذر حسین گوندل	:	تعلیم
(6)	ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت		
(7)	ملک محمد آصف بھا	:	بیت المال
(8)	جناب محمد وارث کلو	:	کالونیز
(9)	ملک رضا شاہد وسیر	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
(10)	چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ)	:	لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(11)	جناب محمد قمر حیات کاٹھیا	:	
(12)	بریگیڈیر (ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)	:	صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(13)	حاجی مدثر قیوم نہرا	:	ماہی پروری
(14)	چودھری خالد اصغر گھرال	:	سپورٹس
(15)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	:	قانون
(16)	مس حمیدہ وحید الدین	:	خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
(17)	جناب محمد عارف گوندل چھموآنہ	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
(18)	لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس	:	مواصلات و تعمیرات
(19)	بیگم ریحانہ جمیل*		

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

11

(20)	جناب محمد شعیب صدیقی*		
(21)	جناب اعجاز احمد سیہول	:	آبکاری و محصولات
(22)	جناب جاوید منظور گل	:	کانکنی و معدنیات
(23)	آغا علی حیدر	:	ثقافت و امور نوجوانان
(24)	ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ)	:	اشتمال
(25)	ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)	:	پارلیمانی امور
(26)	دیوان اخلاق احمد	:	آبپاشی
(27)	جناب محمد عامر اقبال شاہ	:	محنت و افرادی قوت
(28)	جناب طاہر حسین خان ملیزئی	:	خصوصی تعلیم
(29)	ملک محمد اجمل جوئیہ	:	پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن
(30)	جناب ظہور احمد خان ڈاہا	:	خزانہ
(31)	جناب ولایت شاہ کھگہ	:	زراعت
(32)	جناب آفتاب احمد خان	:	ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(33)	چودھری وحید اصغر ڈوگر	:	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(34)	جناب جاوید اقبال خان کھچی	:	جنگلات
(35)	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
(36)	جناب طارق احمد گورمانی	:	جنگلی حیات
(37)	ملک جواد کامران کھر*		
(38)	میاں امتیاز علیم قریشی	:	زکوٰۃ و عشر
(39)	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	سی۔ایم۔آئی۔ٹی، آئی اینڈ سی

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

12

(43)	مہر فضل حسین سُمرا	:	جیل خانہ جات
(44)	جناب احمد نواز	:	ریلیف
(45)	ڈاکٹر محمد افضل*		
(46)	سید نذر محمود شاہ*	:	
(47)	جناب محمود احمد	:	خوراک
(48)	سردار محمد درعیہ خان فیاض	:	امداد باہمی
(49)	بیگم زینت خان	:	ترقی خواتین
(50)	ڈاکٹر فرزانہ نذیر	:	صحت
(51)	محترمہ لبنٰی طارق	:	سیاحت
(52)	سیدہ بشرٰی نواز گردیزی	:	امور داخلہ
(53)	محترمہ شہلا راٹھور	:	سماجی بہبود
(54)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	:	تحفظ ماحولیات
(55)	محترمہ روبینہ نذر سلہری (ایڈووکیٹ)	:	ٹیوٹا (TEVTA)
(56)	محترمہ ظل ہما عثمان	:	منصوبہ بندی و ترقیات
(57)	محترمہ زاہدہ سرفراز	:	بہبود آبادی
(58)	مس نگہت سلیم خان	:	ہائر ایجوکیشن
(59)	مس شگفتہ انور	:	انٹی کرپشن
(60)	مسز نیئر مرتضٰی لون	:	قوت برقی
(61)	جناب پیٹرک جیکب گل	:	اقلیتی امور

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7-اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

محمد آفتاب اقبال چودھری

6۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری	:	جناب سعید احمد
(2)	ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	:	جناب عنایت اللہ لک
(3)	ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)	:	جناب مقصود احمد ملک

13

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا پچیسواں اجلاس

جمعرات،8-جون2006

(یوم الخمیس،11-جمادی الاول1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر22 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾
وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا
لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾

سُوْرَةُ الفُرقان64 تا67

اور جو وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدے کرکے اور (عجز وادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیںo اور جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہےo اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہےo اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ۔ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کمo

وماعلینا الا البلاغ o

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی! فرمائیں!

تعزیت

رکن اسمبلی حاجی محمد طاہر محمود (مرحوم) محترمہ قدسیہ لودھی کی والدہ ماجدہ، محترمہ صباء صادق کے والد محترم، فیصل آباد میں زہریلے پانی کی سپلائی کی وجہ سے وفات پانے والوں، ناموس رسالت کے لئے جرمن میں شہید ہونے والے عامر چیمہ اور کراچی میں عید میلاد النبی کے موقع پر سنی تحریک کے شہداء کے لئے دعائے مغفرت

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے اس معزز ایوان کے رکن حاجی محمد طاہر محمود صاحب انتقال کر گئے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

وزیر بہبود آبادی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بی بی۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! ہماری بہن محترمہ قدسیہ لودھی کی والدہ ماجدہ انتقال کر چکی ہیں تو ان کی مغفرت کے لئے بھی دعا کی جائے۔

سید عبدالعلیم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید عبدالعلیم شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! صبا صادق صاحبہ کے والد محترم کی مغفرت کے لئے بھی دعا کی جائے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! فیصل آباد میں واسا کی طرف سے سپلائی کئے جانے والے ناقص پانی کی وجہ سے 40ہزار کے قریب متاثر ہونے والوں کی صحت یابی اور اس پانی کے استعمال سے وفات پانے والوں کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ناموس رسالت کے لئے جرمنی میں شہید ہونے والے طالب علم عامر چیمہ کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کراچی سنی تحریک کی طرف سے عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جلسہ میں شہید ہونے والوں کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام مرحومین جو اس فانی جہاں سے جا چکے ہیں ان سب کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے بشمول ہمارے معزز رکن اسمبلی حاجی محمد طاہر محمود اور وزیر صاحبہ کی والدہ، پارلیمانی سیکرٹری کے والد صاحب، فیصل آباد میں گندے پانی کے استعمال کی وجہ سے فوت ہو چکے ہیں یا دیگر علاقوں میں جہاں بھی اس وباء کی زد میں لوگ آئے ہیں اور کراچی میں سنی تحریک کے شہید کارکنوں کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔

(اس موقع پر ایوان میں تمام مرحومین کی مغفرت کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

چیئرمینوں کا پینل

جناب قائم مقام سپیکر: میں اب سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف

چیئرمین نامزد فرمایا ہے:۔

1۔	رائے اعجاز احمد	ایم پی اے	پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	ایم پی اے	پی پی۔192
3۔	محترمہ شاہینہ اسد	ایم پی اے	ڈبلیو۔310
4۔	رانا آفتاب احمد خان	ایم پی اے	پی پی۔63

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

حلف

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ۔ میں پہلے رکن اسمبلی سے حلف لے لوں۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ نو منتخب رکن چودھری کاشف محمود پی پی۔281 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر چودھری کاشف محمود حلف لینے کے لئے اپنی نشست سے کھڑے ہو گئے)

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری نے نو منتخب رکن پنجاب اسمبلی چودھری کاشف محمود سے حلف لیا اور بعد ازاں حلف اٹھانے والے رکن نے حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کئے)

جناب قائم مقام سپیکر: کاشف محمود صاحب! میں آپ کو ہاؤس کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے پڑھے لکھے پنجاب کے حوالے سے جو ایک مہم شروع کی ہے میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ پتا نہیں کہ کس ایجنڈے پر جو سیشن مارچ کا تھا اس کو ستمبر میں لے جایا گیا ہے اور حالت یہ ہے کہ اس حکومت نے tenth تک کے لئے کہا تھا کہ ہم کتابیں مفت دیں گے اب چھٹیاں ہو چکی ہیں اور زبردستی یہ آرڈر EDOs کو جاری کئے گئے ہیں کہ ان بچوں کو جنہوں نے

پروموشن لے لی ہے ان میں کتابیں تقسیم نہ کی جائیں۔اس سے کیا فرق پڑے گا،اس سے فرق یہ پڑے گا کہ بچوں کے پاس کتابیں ہوں گی اور نہ ہی وہ تین مہینے تک پڑھیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر تعلیم جو یہاں پر موجود ہیں درخواست کروں گا کہ کچھ ایسے فیصلے جن کے دوررس نتائج برآمد ہوتے ہیں، پہلے ہی یہ پاکستان امریکہ کی کالونی بن چکا ہے اور وہ اپنا نظام تعلیم ہم پر مسلط کرنا چاہتا ہے اس لئے میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا کہ یہ EDOs کو حکم جاری کریں کہ وہ بچوں کو چھٹیوں سے پہلے اگر چھٹیاں ہو چکی ہیں پھر بھی ان کو کتابیں دی جائیں تاکہ بچے تین مہینے آوارہ گردی کرنے کی بجائے کتابوں سے کچھ استفادہ حاصل کر سکیں۔ شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

پریس گیلری سے صحافیوں کا ٹوکن واک آؤٹ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پریس گیلری سے ہمارے پریس کے دوست ٹوکن واک آؤٹ پر باہر تشریف لے گئے ہیں اور ابھی جس طرح آپ کی موجودگی میں اور آپ کے چیمبر میں پریس کے دوستوں نے چند ایک امور کی نشاندہی کی تھی اور میں نے انہیں یقین دلایا تھا کہ وہ اگر ہمیں تھوڑی سی مہلت دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کے جو مسائل ہیں بالخصوص وہ مسئلہ جس پر وہ واک آؤٹ کر رہے ہیں اس پر انشاء اللہ تعالیٰ نہ صرف ہمدردانہ غور کیا جائے گا بلکہ اس واقعہ میں ملوث جو بھی لوگ ہوں گے ان کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔ میں نے آپ کے سامنے بھی ان کو یقین دلایا تھا اور اس معزز ایوان میں بھی میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں اور اس پورے معزز ایوان کو اور آپ کے توسط سے پریس کے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جن مسائل کی انہوں نے نشاندہی کی ہے اس پر نہ صرف غور و خوض کیا جائے گا بلکہ جو متعلقہ لوگ ذمہ دار ہیں ان کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔ میری استدعا یہ بھی ہے کہ آپ مہربانی فرماتے ہوئے جناب مشتاق کیانی صاحب اور دوسرے دوستوں کو بھیجیں تاکہ وہ پریس کے دوستوں کو واپس لے آئیں اور میں ان کی موجودگی میں بھی ان کو یقین دہانی کرانے کے لئے تیار ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں مشتاق کیانی صاحب اور چودھری ظہیر الدین صاحب کو گزارش کروں گا کہ وہ جا کر پریس کے دوستوں کو منا کر لائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ جس issue پر صحافی حضرات نے واک آؤٹ کیا ہے اس میں دو issues تو ایسے ہیں جن کا تعلق پنجاب حکومت سے نہیں ہے ایک issue ایسا ہے جس کا تعلق پنجاب حکومت سے ہے۔ اس میں وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ وہ تھوڑی سی مہلت دے دیں تو پھر ہم اس پر کوئی کارروائی کریں گے اور ایکشن لیں گے تو اس قسم کی یقین دہانیاں
تو اس سے پہلے کئی بار ہو چکی ہیں اور اب بھی انہوں نے صرف یقین دہانی کرائی ہے کوئی time limit نہیں دیا کہ ہم کل تک ان کے خلاف کوئی ایکشن لیں گے یا within such and such time ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب جو یہ واقعہ ڈینٹل ہسپتال میں پیش آیا جہاں پر صحافیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے اور حبس بے جا میں رکھا گیا ہے اور ان کے کیمرے بھی چھینے گئے اور توڑے گئے تو وہ لوگ identified ہیں۔ ان کی جو تحریر ہے اس میں بھی ان کے باقاعدہ نام درج ہیں۔ ڈی ایس پی ملک اعجاز ہے، سب انسپکٹر ظہور ہے اور اس
کے ساتھ کانسٹیبل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر کو چاہئے کہ وہ on the floor of the House اس بارے میں جو بھی ایکشن ہے اس کا کوئی time frame دیں کہ یہ کل تک یا دو دن میں ان کے خلاف کارروائی کریں گے اور باقی دو دوسرے معاملات ہیں جن میں سے ایک کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے کہ وہاں پر صحافی ہدایت اللہ اغواء ہوئے اور دوسرا صوبہ سندھ سے ہے وہاں پر منیر صاحب ہیں جن کو قتل کر دیا گیا ہے تو اس سے متعلق یہ فرمائیں کہ کیا حکومت پنجاب ان صحافی بھائیوں کے جذبات حکومت سندھ اور حکومت سرحد اور مرکزی حکومت کو پہنچانے کے لئے یہ اس سلسلے میں یہ کوئی پیشرفت کریں گے یا اس سلسلے میں یہ Resolution move کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! جس وقت ہماری میٹنگ ہو رہی تھی تو اس کے بعد یہ تشریف لے آئے تھے میں نے پھر لاء منسٹر کو چیمبر میں بلایا تھا یہ آئے اور پھر ان کی آپس میں بات چیت ہوئی ہے اور یہی طے پایا

تھا کہ جیسا کہ آج وہ strike کریں گے اور پھر لاء منسٹر صاحب کل تک وضاحت کریں گے کہ اس سلسلے میں حکومت ان کی کیا help کر سکتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے اگر تو کسی بات پر عمل کرنا ہو پھر تو وہ ٹائم بتا دیتے ہیں ورنہ جب ان کی بات اس قسم کی ہوتی ہے کہ اس کو کریں گے اس کو دیکھیں گے تو وہ بعض معاملات کو تو دو دو سال دیکھتے رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب نے ان کو تسلی دلائی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! تسلی سے مراد دیکھنے کی تسلی کرائی ہے یا اس پر کوئی کارروائی کریں گے۔ اور وہ مسکرا بھی رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ صحافی ہمارے بھائی ہیں اور ان کا یہ بڑا جائز مطالبہ ہے، یہ بڑی زیادتی ہوئی ہے اس لئے اس پر definite بات کریں اور فرمائیں کہ کیا کل on the floor of the House وہ آ کر یہ بتائیں گے کہ متعلقہ ملزمان کے خلاف یہ ایکشن لیا گیا ہے۔ بلکہ اس سے پہلے بھی ان کے ساتھ یہ وعدہ ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! کیا انہوں نے آپ سے تفصیلی discuss کر لیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی موجودگی میں صحافی دوستوں سے بات ہوئی تھی اور ہمارا باقاعدہ کل کا ٹائم بھی طے ہوا ہے اور کل جو ہمارے متعلقہ حکام ہیں میں اسی کے متعلق بات کر رہا ہوں اور وہ معاملات جو ہمارے متعلقہ نہیں ہیں ان کے بارے میں انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ وہ ٹوکن واک آؤٹ کریں گے اور وہ اظہار یکجہتی کے لئے ہو گا ان صحافی بھائیوں کے ساتھ جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس لئے وہ issue ہمارے متعلقہ نہیں ہے اور جو issue ہمارے متعلقہ ہے اس پر کچھ ایکشن ہو چکا ہے لیکن اس پر مزید انشاء اللہ تعالیٰ جو متعلقہ حکام ہیں ان کی موجودگی میں کل میٹنگ ہو گی اور ان کو مطمئن کیا جائے گا اور جو لوگ قصوروار پائے گئے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس کا جواب ذرا وزیر تعلیم سے لے لیا جائے اس لئے کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب وہ دے رہے ہیں۔ محترمہ! پہلے ذرا وزیر تعلیم کو جواب دینے دیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! اب آپ مجھے floor دے چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ فرمائیں!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جس طرح سے میڈیا اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کے لئے باہر نکلتا ہے یا وہ اپنی ڈیوٹی پر ہوتے ہیں جس طرح سے ہم لوگ ڈیوٹی پر ہیں یا انتظامیہ ہے یا دوسرے لوگ ہیں، اگر ان کو کام کرنے سے روکا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے کام سے متعلقہ ذمہ داریوں میں خلل ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان واقعات کو کافی دن ہو چکے ہیں اور منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس پر ہمدردانہ غور کے ساتھ ساتھ اس پر جو preliminary action لے سکتے تھے وہ بھی لیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب فرمائیں کہ انہوں نے جو ایکشن لیا ہے وہ آج تک کیا ایکشن لیا ہے کیونکہ ان واقعات کو کافی دن ہو چکے ہیں اور اگر واقعی کوئی ایکشن لینا ہے تو وہ کیا لینا ہے کیونکہ یہ میڈیا کو اپنی ذمہ داریاں انجام دینے سے روکا گیا ہے۔ جس طرح سے اگر پولیس کو ان کی ذمہ داریاں انجام دینے سے روکا جائے تو وہ ایک offence ہے اس طرح سے یہ بھی ایک offence ہے۔ راجہ صاحب یہ بتائیں کہ انہوں نے اس پر ابھی تک کیا ایکشن لیا ہے، اگر نہیں لیا اور ابھی لینا ہے تو کیا ایکشن لینا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! اس کی تفصیل وہ کل بتائیں گے۔ انھوں نے اس سلسلے میں آج ان سے بات کر لی ہے۔ ان کے نوٹس میں یہ بات آج آئی ہے اور مجھے بھی آج ہی بتایا گیا ہے تو میں ان کے نوٹس میں لایا ہوں۔ وہ انشاء اللہ کل اس کا جواب دیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی بگو صاحب فرما رہے تھے کہ وزیر اعلیٰ نے پڑھے لکھے پنجاب کے لئے عوام کے پیسوں کو اس اشتہار کے لئے جتنی بے دردی سے استعمال کیا، میرا خیال ہے کہ تاریخ اس بات

کی گواہ ہے کہ اتنی زیادہ ماڈلنگ کرتے ہوئے کبھی کسی وزیر اعلیٰ نے اتنا پیسا عوام کا ضائع نہیں کیا ہو گا۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ کا سوال کیا ہے؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گی کہ دکھ کی بات یہ ہے کہ تین ماہ کی چھٹیوں میں ان بچوں کو جن کے ساتھ یہ جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا کہ انہیں کتابیں فراہم کی جائیں گی، انہیں مکمل طور پر کتابیں نہیں دی گئیں اور وہ بچے تین ماہ آوارہ گردی کریں گے اور اس طرح قوم کے وہ معمار جو ملک کا سرمایہ ہیں انہیں جس طرح تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ ایک امریکن پالیسی کے تحت کیا گیا ہے، یہ ساری ڈکٹیشن امریکہ سے لیتے ہیں۔ وزیر تعلیم کے پاس تو بالکل کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کا حکم تو کوئی چپڑاسی بھی نہیں مانتا۔ ان کے اختیارات کیا ہیں؟ تمام اختیارات تو ضلعی ناظم کے پاس ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ جی، آپ اس کا جواب دے لیں۔ میں پھر وقفہ سوالات شروع کرتا ہوں۔ (شور وغل)

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میری معزز ساتھی نے جو یہاں پر باتیں کی ہیں، وہ حکم کریں میں انشاء اللہ ان کے حکم کی تعمیل کروں گا۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! اتنے جھوٹ بولنے والے وزیر آج تک میں نے نہیں دیکھے۔

وزیر تعلیم: مجھے آپ موقع تو دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ نے ایک سوال کیا ہے۔ اب انہیں جواب دینے دیں ناں۔ آپ نے ایک سوال raise کیا ہے، بگو صاحب نے بھی یہ سوال raise کیا ہے۔ آج ہماری پارلیمانی پارٹی میں بھی یہی سوال raise ہوا تھا، ایسی کوئی بات نہیں۔ ان کو جواب دے لینے دیں۔ آپ اس کا جواب دے دیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! It is very important to know کہ گورنمنٹ کی جو پالیسی ہے، یہ میں اپنے معزز ساتھی کی اطلاع کے لئے یہاں پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چاروں صوبوں نے یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ کوئی صرف صوبہ پنجاب کا ہی فیصلہ نہیں ہے کہ اب اکیڈمک سیشن جو ہے وہ پہلے ہمارا یکم اپریل سے شروع ہوتا تھا یعنی بچے promote ہوتے تھے اور یکم اپریل سے ان کا سیشن شروع ہو جاتا تھا۔ اب یہ سیشن ستمبر میں چلا گیا ہے۔ یعنی کہ یکم ستمبر سے نئی کلاس کا

پہلا دن ہو گا۔ اب جب ستمبر میں سیشن شروع ہونا ہے تو ہم انہیں کتابیں پہلے کس طرح دے سکتے ہیں؟ اب تین مہینے کی چھٹیاں ہیں اور ہمارے اس اکیڈمک سیشن کو جو چاروں صوبوں نے تبدیل کیا ہے اس سے فائدہ یہ ہو گا کہ بچے کے academic days میں بیس دنوں کا اضافہ ہوا ہے۔ یعنی کہ اب 365 دنوں میں سے 210 دن پڑھائی ہوتی ہے۔ لہذا یہ کوئی ایسا قیاس نہیں مچا ہوا، لوگ بڑے satisfied ہیں۔ اب بچے تین مہینے آرام کریں، چھٹیاں گزاریں، کھیلیں، کودیں اور جب نئی کلاس میں آئیں گے تو ہم ان کو یہ جو کاپیاں اور جو یہ کتابیں ہیں وہ ان تک پہنچا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھیں جائیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ کے سوال کا جواب آگیا ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہو گیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

صوبہ میں امن عامہ کی ابتر صورتحال کی وجہ سے جرائم میں اضافہ اور قانون پر عملدرآمد میں دہرا معیار

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر، پلیز آرڈر۔ آپ بیٹھئے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن on the floor, come on آپ بات کر لیں۔ آرڈر پلیز۔ جی۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج تین مہینے کے بعد ہونے والے اجلاس میں آپ کی توجہ چند اہم issues کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آج ہمارا صوبہ لاء اینڈ آرڈر، صحت اور مہنگائی کے حوالے سے اس کی جو صورتحال ہے وہ مجھے پتا ہے کہ میرے فاضل ممبران ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوئے ابھی جب اپنی تقاریر کریں گے تو فیڈرل بجٹ کی بھی بہت بات کریں گے، اس کو بہت سراہیں گے، میں ان issues پر بھی تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں آپ کی اس حکومت کے اپنے دیئے ہوئے اعداد وشمار جو آج ہمارے صوبے کی صورتحال ہے اس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ صرف جنوری اور اپریل تک کی چار مہینے کی کارکردگی، آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال بجٹ میں ہماری حکومت نے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے پولیس کو بہت سی مراعات دینے کی بات کی تھی اور ان کے لئے بہت پیسا رکھا تھا لیکن میں صرف جنوری سے اپریل تک کے یہ اعداد و شمار جو کہ خود کرائمز سرکل سے مجھے ملے ہیں کہ جس میں صرف چار مہینے میں ایک لاکھ کے قریب مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں تقریباً سولہ یا سترہ سو لوگ قتل کئے گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!میں انتہائی معذرت کے ساتھ اپنے بھائی لیڈر آف دی اپوزیشن سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہے ہیں نہ کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر حالانکہ اگر وہ تشریف لاتے تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ہم نے لاء اینڈ آرڈر پر جنرل ڈسکشن کے لئے ایک دن مقرر کر دیا ہے۔ میری ان سے انتہائی مودبانہ گزارش ہو گی کہ اگر وہ لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ لاء اینڈ آرڈر پر جس دن جنرل ڈسکشن ہو گی اس دن کریں، میں ان سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ دوست اگر ان کو سمجھا دیں، ہمارے درمیان جو اندر طے ہوا تھا اگر دوست ان کو بتا دیتے تو شاید وہ غلط فہمی میں نہ ہوتے۔ آج کے لئے صرف یہ بات ہوئی تھی کہ قائد حزب اختلاف نے فیصل آباد سے متعلق جو صورتحال ہے اس پر بات کرنی ہے اور اس پر ہم نے ایک جنرل ڈسکشن بھی کرنی ہے۔ ہمارے درمیان جو معاملات طے ہوئے تھے میری صرف یہ استدعا ہے کہ ان سے deviate نہ کیا جائے۔ لاء اینڈ آرڈر کے لئے آپ کو موقع دیا جائے گا۔ اس دن آپ جتنی مرضی بات کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں، میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ جس طرح لاء منسٹر نے کہا ہے یہ technically درست ہے لیکن اس ہاؤس کی روایت رہی ہے کہ اگر قائد ایوان یہاں آتے ہیں تو ہم نے تین سال میں دیکھا ہے کہ جو بزنس چل رہا ہوتا ہے، جب وہ اپنی بات شروع کرتے ہیں تو روایت یہ رہی ہے کہ اس میں یہ قدغن نہیں ہوتی کہ وہ لاء اینڈ آرڈر پر بات نہیں کریں گے، ایجوکیشن پر بات نہیں کریں گے، صحت پر بات نہیں کریں گے تو یہ روایت یہاں بھی رہی ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف جب بات کرنے کے

لئے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ کسی بھی issue کے اوپر بات کر سکتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے اگر technical بات کی ہے تو اس حد تک تو درست ہے لیکن اس ایوان کی جو روایت رہی ہے، قائد ایوان کے لئے اور قائد حزب اختلاف کے لئے، اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ قاسم ضیاء صاحب جو بات کر رہے ہیں ان کا حق بنتا ہے کہ وہ بات کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کی جو مثبت روایات ہیں ان کو جاری رہنا چاہئے۔ اگر فرض کریں کہ یہ آج technical ground پر کہیں گے تو پھر کل کو وزیر اعلیٰ صاحب آئیں گے اس وقت جو ہاؤس کا بزنس چل رہا ہو گا پھر ہم کھڑے ہوں گے اور ہم کہیں گے کہ اب ہم وزیر اعلیٰ کو specific اس issue پر left right بات نہیں کرنے دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری طرف سے اور اس طرف سے کوئی اچھی روایت نہیں ہے تو قاسم ضیاء صاحب قائد حزب اختلاف کو بات کرنے دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں قائد حزب اختلاف کا انتہائی احترام ہے۔ میں دل سے ان کا احترام کرتا ہوں۔ میں نے ان کے مرتبے کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی۔ میں نے صرف اس بات کو point out کیا ہے جو ہمارے درمیان طے ہوئی تھی۔ ویسے ہم سب پر ان کا احترام لازم ہے۔ وہ جس چیز پر چاہیں بات کریں ہم مکمل طور پر ان کی بات کو سنیں گے، ان کو interrupt بھی نہیں کریں گے، ان کی پوری بات کو سنیں گے لیکن ایک بات جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں طے ہوئی تھی اس حوالے سے میں نے وہ وضاحت کی ہے۔ میں خود اپنے بھائی سے استدعا کروں گا کہ وہ جو فرمانا چاہتے ہیں وہ بات کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب اگر یاد فرمائیں تو میں نے کہا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ چیزوں کے بارے میں بات کرنا چاہیں گے تو انھوں نے کہا تھا کہ مجھے اعتراض نہیں ہے۔ To put the record on the right path یہ میں نے آپ کو کہا تھا۔ اس میں، میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات نہیں کرنی۔ میں نے کہا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اگر اپنی کچھ گزارشات ہاؤس میں لانا چاہیں تو پھر اس کی اجازت دی جائے۔ آپ نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: سر آنکھوں پر۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب کو بھی اعتراض نہیں۔ میں نے اس لئے ان کو floor دے دیا تھا۔ آپ continue کریں۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب والا! جس دن آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث رکھیں گے اس دن ہم تفصیل کے ساتھ اس پر بات کریں گے۔ اس وقت میں صرف اس issue کو touch کرنا چاہتا تھا کہ آج ہمارے صوبے میں امن وامان کی کیا صورتحال ہے، کس بری طرح سے متاثر ہے اور اس صوبے میں آج لاء ہے اور نہ ہی کوئی آرڈر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت کی پالیسی بھی دو طرح کی ہے۔ ایک ان کے لئے جو ان کے ساتھ ہیں اور دوسری ان کے لئے جو کہ ان کے مخالف ہیں۔ آپ آج کے اخبارات کو دیکھ لیں، آج کے اخبارات کی زینت ہے کہ اگر اپوزیشن جلسہ کرے تو ان پر تو یہ مقدمات کر دیتے ہیں کہ جی، آپ نے دفعہ 144 کی خلاف ورزی کی ہے لیکن اسی مال روڈ پر جب ان کا کوئی وزیر حلف اٹھا کر آتا ہے تو وہ یہاں سے جلوس لے کر نکل سکتا ہے۔ اس جلوس کو کوئی نہیں روکتا۔ یہ اخبارات میں بھی آیا کہ مال روڈ پر جلوس نکلا لیکن اس کے باوجود اس پر کوئی کارروائی نہ ہو تو پھر ان کا دوغلا پن سامنے آتا ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ صوبے کے عوام کے ساتھ جو سلوک آج ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب والا! آپ بڑھتی ہوئی مہنگائی کو دیکھ لیں۔ جب بجٹ پر بات ہوگی تو یہ بڑی خوشی سے کہیں گے کہ ہم نے اتنے یوٹیلٹی سٹور بنانے کی بات کی ہے، ہم نے subsidy دینے کی بات کی ہے لیکن کیا یہ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ یہ پنجاب میں کتنے یوٹیلٹی سٹور بنالیں گے؟ کیا ایک غریب آدمی جو کسی دیہات میں رہتا ہے اس کو ایک کلو آٹا یا چینی خریدنے کے لئے لاہور آنا پڑے گا؟ ہمارے ملک میں یہ بات on record ہے کہ چینی hoard کرنے والے، چینی کی ذخیرہ اندوزی کرنے والے ملز مالکان کے کیسز آپ نے پہلے نیب کے حوالے کئے۔ اخبارات میں آیا کہ ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے لیکن وہ ان پر اتنے بھاری گزرے، اتنے تگڑے نکلے کہ انھوں نے مجبور ہو کر ان کے خلاف کارروائی نیب میں روک دی۔ کیا نیب صرف اپوزیشن کو دبانے کے لئے ہے؟

جناب والا! میں حکومت پنجاب کی کس کس بات کا ذکر کروں؟ جن لوگوں نے نوکریاں دیں انھیں تو یہ جیل میں رکھتے ہیں اور جن کو نوکریاں ملیں ان کی ترقیاں کرتے ہیں۔ جس کو جیل میں رکھا ہوا ہے ان کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں کہ جو عدالت کی طرف سے ان کو مراعات دی گئی ہیں وہ بھی ان سے چھین لیتے ہیں۔

میں یوسف رضا گیلانی صاحب سے متعلق بات کر رہا ہوں۔

جناب والا!اس صوبے میں جو صحافیوں کا حال ہے وہ بھی آپ نے خود سن لیا اور دیکھ لیا ہے۔ہماری صحافی برادری کے ساتھ اس حکومت میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ہر وہ شخص جو اپنا فرض سر انجام دینا چاہتا ہے اس میں رکاوٹ ڈالی جا رہی ہے۔اس صوبے میں اگر قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے تو پھر میں اپنے بھائی راجہ بشارت صاحب سے یہ کہوں گا کہ راجہ صاحب!یہ ساری دکانداری بند کریں اور بہتر ہے کہ آپ اس صوبے سے قانون کی وزارت ہی ختم کر دیں کیونکہ جب یہاں پر قانون پر عمل درآمد ہی نہیں ہونا تو پھر اس وزارت کا کیا فائدہ ہے؟

جناب والا!اگر آپ صحت کے شعبے کو دیکھیں تو فیصل آباد کا واقعہ ہم سب کے سر شرم سے جھکا دیتا ہے۔ہم ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ پینے کا صاف پانی عوام کو مہیا کیا جائے۔ان کا اپنا لیڈر جس کو یہ لیڈر مانتے ہیں جسے ہم سمجھتے ہیں کہ ایک غیر آئینی شخص ہمارے ملک میں براجمان ہے۔جنرل مشرف نے کہا تھا کہ پینے کا صاف پانی سب لوگوں کو ملے گا۔آج فیصل آباد کی حالت آپ ملاحظہ فرمالیں۔زلزلہ زدگان کو بھی کچھ نہ کچھ ریلیف دیا گیا ان کو کسی tent یا camp میں بٹھا کر ریلیف دیا گیا،ان کے لئے موبائلز ہسپتال قائم کئے گئے لیکن جب فیصل آباد کی تصویریں چھپتی ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ میدانوں اور کھلیانوں میں چارپائیاں بچھائی ہوئی ہیں،درختوں کے ساتھ drips لٹک رہی ہیں۔ایک طرف عوام کے لئے یہ سہولت ہے جبکہ دوسری طرف جب ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جلسے کرتے ہیں،حکومت کا پیسا لگاتے ہیں تو ائر کنڈیشنڈ خیمے لگا کر جلسے کرتے ہیں۔یہ اس حکومت کا دوہرا معیار ہے جو کہ عوام کو کوئی ریلیف نہیں دینا چاہتی۔

جناب والا!خدارا!آپ اس صوبے کے پیسے سے اس صوبے کی عوام کو ریلیف دیجئے۔ ہمارے وہ بہن بھائی جو گندہ پانی پینے سے آج اس دنیا سے جا چکے ہیں اور جو چالیس ہزار کے قریب ہسپتال نہ ہونے کی بناء پر،سہولتیں،مراعات نہ ہونے کی بناء پر سسک رہے ہیں ان کی طرف توجہ دیں۔ابھی بجٹ آئے گا اس میں آپ دیکھیں کہ یہ کہیں گے کہ ہم نے صحت کے شعبہ کے لئے اتنے پیسے رکھ دیئے ہیں،تعلیم کے لئے اتنے پیسے رکھ دیئے ہیں۔میں پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلے سال صحت کے لئے جو پیسے رکھے تھے وہ کہاں خرچ کئے ہیں؟بجٹ سیشن آ رہا ہے،یہ بجٹ پیش کریں گے تو پھر ہم اس پر تفصیل کے ساتھ بات کریں گے۔جس طرح کا بجٹ وفاقی حکومت نے ہمیں دیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں غریب عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی گئی ہے اگر ریلیف دیا گیا ہے تو صرف سرکاری ملازمین کو تھوڑا بہت دیا گیا ہے۔15 کروڑ عوام میں سے اگر ڈیڑھ سے دو لاکھ آدمیوں کو

ریلیف دے کر یہ سمجھتے ہیں کہ غریب آدمی کا پیٹ بھرا جا سکتا ہے تو یہ ان کا غلط خیال ہے تو میں آج یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آج ہمارا صوبہ امن وامان کی خراب صورتحال کی وجہ سے بُری طرح سے متاثر ہے۔ کوئی حکومت نام کی چیز ہمارے ملک اور صوبے میں نہیں ہے۔ دوسری طرف حکمران اپنی عیاشیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر اپوزیشن سیاسی جلسہ کرے تو آپ ان پر دہشت گردی کے تحت پرچے کاٹتے ہیں اور انھوں نے اگر خود جلسہ کرنا ہو تو ائر کنڈیشنڈ ٹینٹ لگا کر جلسہ کرتے ہیں۔

جناب والا! میں یہ چاہوں گا کہ ان ساری باتوں کا آپ نوٹس لیں۔ حکومت پنجاب 14 تاریخ کو اپنا بجٹ پیش کر رہی ہے۔ میں اپنے حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے بھائیوں اور بہنوں سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آپ میں سے کسی کو بجٹ کے حوالے سے اعتماد میں لیا گیا ہے؟ ہم نے پچھلے سال بھی کہا تھا آج بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے اس ایوان میں کسی ممبر کو معلوم نہیں ہے کہ بجٹ کہاں بن رہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ عوام کے نمائندوں سے پوچھا جائے کہ بجٹ میں عوام کے لئے کیا کیا چیزیں رکھی جائیں لیکن چونکہ یہ صرف افسر شاہی سے بجٹ بنواتے ہیں لہذا کسی ممبر کو اس کی خبر تک بھی نہیں ہوتی۔ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے کہوں گا کہ آئیے اس صوبے کی عوام کے لئے کچھ کریں۔ جنھوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے ان کے لئے مراعات دیں، غریب لوگوں کو کھانے کی چیزیں سستی مہیا کرنے کے لئے کوئی اصلاحات کریں۔ میں آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا لیکن سچ بات یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں کوئی قانون ہے، نہ لاء اینڈ آرڈر ہے اور نہ ہی کسی غریب آدمی کی شنوائی ہے۔ شکریہ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال محترمہ خالدہ منصور صاحبہ کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں فیصل آباد کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ نے ہمیں اس پر بات نہ کرنے دی تو ہم ہاؤس کی کارروائی کو نہیں چلنے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! آپ سوالات take up ہونے دیں۔آپ کو موقع ملے گا۔ آپ بعد میں آئے ہیں اس حوالے سے ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہو چکی ہے۔اس کے لئے آپ کو موقع دیا جائے گا۔اس حوالے سے ہاؤس میں پوری discussion ہو گی۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1331 ہے۔اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جھنگ روڈ فیصل آباد پر قائم میٹرنٹی ہسپتال کی موجودہ صورتحال

*1331 محترمہ خالدہ منصور: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد اب TMA کے ساتھ سابق ایڈمنسٹریٹر جناب آصف باجوہ نے بابر سینما چوک جھنگ روڈ پر شہریوں کی ضرورت کے پیش نظر Maternity Hospital قائم کیا تھا، جہاں سے غریب عورتیں استفادہ کرتی تھیں؟

(ب) اس ہسپتال کا کیا ہوا، کیا یہ چل رہا ہے یا بند کر دیا گیا ہے، اگر بند ہو گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) بالکل درست ہے۔

(ب) یہ ہسپتال بند کر دیا گیا ہے۔ ہسپتال کو اس لئے بند کیا گیا ہے کیونکہ ہسپتال والی جگہ گورنر پنجاب کے حکم سے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کو دے دی گئی ہے اور اب یہ محکمہ صحت سٹی ڈسپنسری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال فیصل آباد Maternity Hospital کے لئے دیا تھا، اس سوال کو دیئے ہوئے تین سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ میں مشکور ہوں کہ تین سال کے بعد چلیں میرے سوال کا جواب تو آیا۔ میں اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ یہ ہسپتال اس علاقے میں تھا جہاں پر غریب آبادی ہے، کم آمدنی والے لوگ بستے ہیں۔ وہاں کی غریب عورتیں اس ہسپتال سے فائدہ اٹھاتی تھیں۔ محکمہ کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ گورنر صاحب نے یہ ہسپتال ختم کر کے یہ زمین گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل

آباد کو دے دی ہے۔کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ گورنر صاحب کو پاکستان یا پنجاب کی خواتین کے مسائل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے؟ وہ نہیں چاہتے کہ خواتین کو بنیادی صحت کی سہولتیں دی جائیں۔گورنمنٹ کالج کے پاس تو پہلے ہی بہت زیادہ زمین ہے اسے مزید جگہ دے دی گئی ہے یہ خواتین کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔اس کالج کا یہ حال ہے کہ وہاں کا وی سی کرپٹ ثابت ہو چکا ہے اور ایک طالبہ جس کے ساتھ زیادتی ہوئی اس نے باقاعدہ اس وی سی کے خلاف بیان دیا ہے۔آج تک حکومت نے اس بابت کوئی ایکشن نہیں لیا۔کیا ایسے تعلیمی ادارے اس قابل ہیں کہ وہاں پر ہماری بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں جہاں کے وی سی غلط کردار کے مالک ہوں؟ میں اس پر احتجاج کرتی ہوں۔یہ ہسپتال خواتین کے لئے تھا،ان کے فائدے کے لئے تھا اس کو ختم کر کے زمین کالج کو دینا بڑی سخت زیادتی ہے۔میں اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! پہلے یہ واضح ہو جائے کہ آیا یہ ضمنی سوال تھا یا کہ ان کے comments ہیں۔میں ان کی بات پوری طرح سمجھ نہیں سکا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ان کی general statement تھی۔آپ اس بارے میں وضاحت کر دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس بارے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وقف قوانین کے تحت اگر کسی نے کوئی جگہ کسی خاص مقصد کے تحت وقف کر کے دی ہو تو وہ اس کے علاوہ کسی اور کام کے لئے استعمال نہیں ہو سکتی۔یہ جگہ Maternity Hospital کے لئے وقف کی ہوئی تھی تو یہ اس جگہ کو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے لئے کیسے استعمال کر رہے ہیں؟ جس کام کے لئے یہ جگہ وقف کی گئی تھی اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں ہو سکتی۔اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں اس میں وضاحت کر دوں کہ جس ہسپتال کا ذکر کیا گیا ہے یہ گورنمنٹ کی منظوری سے نہیں بنایا گیا تھا That was a voluntary hospital اس وقت کے ایڈمنسٹریٹر آصف باجوہ

وہاں سے ٹرانسفر ہوئے تو ان کے بعد گورنر صاحب وہاں تشریف لائے اور انھوں نے وہاں محسوس کیا کہ فیصل آباد کی عوام کے لئے یونیورسٹی کی ضرورت ہے تو انھوں نے اس جگہ کو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے لئے allocate کیا۔ Because it was a voluntary hospital اس لئے اس کا کوئی بجٹ نہیں تھا۔ اس کا جتنا بھی equipment تھا وہ غلام محمد آباد ہسپتال میں gastroenteritis کی وبا کے دوران استعمال کیا گیا۔ اس ڈسپنسری کے ارد گرد تقریباً پانچ جگہوں پر health facilities ہیں جن میں ریڈ کریسنٹ ہسپتال، گورنمنٹ ہسپتال، گجر بستی، گورنمنٹ ہسپتال بیگس پورہ، گورنمنٹ ہسپتال / ڈسپنسری گلبرگ، گورنمنٹ ہسپتال / ڈسپنسری فیکٹری ایریا ہے۔ یہ پانچوں جگہیں اسی پرانی جگہ کے ارد گرد ہیں اور وہاں کے عوام کو سہولت مل رہی ہے کیونکہ یہ ہسپتال کسی بجٹ کے بغیر بنا تھا اس لئے It was purely a voluntary hospital جہاں تک یہ کہنا کہ گورنمنٹ کی زمین کو کسی اور استعمال میں لیا گیا ہے تو میرے خیال میں یہ statement correct نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے particularly یہ بات پوچھی ہے کہ ایک جگہ جس کام کے لئے وقف ہوتی ہے آپ اسے کسی بھی قانون کے تحت کسی دوسرے کام کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ اگر ایک جگہ ہسپتال کے لئے وقف ہوئی ہے تو اس پر صرف ہسپتال بنے گا۔ اگر ایک جگہ سکول کے لئے وقف ہوئی ہے تو اس پر سکول بنے گا لیکن انھوں نے وقف کرنے والے کی اجازت کے بغیر کسی اور ادارے کو دے دی ہے۔ گورنر صاحب ہر جگہ چھلانگیں لگاتے پھر رہے ہیں ان کو یہ اختیار کیسے مل گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک جگہ ہسپتال کے لئے وقف کی ہے تو اسے اٹھا کر سکول کے لئے دے دیں؟ گورنر صاحب اپنے پاس سے سکول، کالج یا یونیورسٹی کے لئے جگہ وقف کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا وہ اپنی زمینوں میں سے دیں کیونکہ ان کے پاس کروڑوں کی زمینیں ہیں لیکن اگر کسی آدمی نے کوئی جگہ ہسپتال کے لئے وقف کی ہے تو اس کا انھیں کوئی اختیار نہیں کہ اسے کسی اور ادارے کے لئے دے دیں۔ میں تو اس سوال کا جواب پوچھنا چاہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں نے بڑا واضح کہا ہے کہ کسی نے یہ جگہ کسی ہسپتال کے لئے وقف نہیں کی تھی۔ This hospital was not established by any person or authority of the government وہاں پر ایڈمنسٹریٹر تھا اس نے کہا کہ یہاں ڈسپنسری کھول دی جائے۔ وہ ہسپتال تو تھا ہی

نہیں اس نے تو اس جگہ پر voluntary Outdoor Patient Unit بنایا تھا۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، درست ہے۔ یہ زمین نہ کسی کی ذاتی ملکیت تھی اور نہ ہی کسی نے وقف کی تھی۔
رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ وہاں ایڈمنسٹریٹر تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ He was also a government employee دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہسپتال voluntarily free of cost facilities provide کر رہا ہے کیا آپ اسے ختم کرنا چاہتے ہیں؟ You want to discourage the people who are giving voluntary services جس آفیسر نے بنایا تھا وہ گورنمنٹ ملازم تھا اس نے کس رول کے تحت بنایا تھا، اگر وہ facilities provide کر رہا تھا تو اسے ختم کیوں کیا گیا ہے؟
جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! وہاں پر اور چار پانچ ہسپتال اور ڈسپنسریاں موجود ہیں۔
رانا آفتاب احمد خان: جناب! ان کا distance دیکھیں Sir, that is very thickly populated area وہاں پر ضرورت ہے۔ اگر ریسرچ کریں تو آپ کے پاس تقریباً 700 بندوں کے لئے ایک ڈاکٹر ہے۔ وہ ایک voluntary service تھی اسے ختم کیوں کیا گیا ہے؟
جناب قائم مقام سپیکر: لیکن وہ پراپرٹی وقف تو نہیں ہے۔
محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ یہ جگہ voluntary نہیں تھی بلکہ یہ جگہ میونسپل کارپوریشن کی ملکیت تھی۔ اس وقت آصف باجوہ صاحب ایڈمنسٹریٹر تھے انھوں نے میونسپل کارپوریشن کے تحت وہاں پر میٹرنٹی ہسپتال بنایا جس میں بہت زیادہ سامان تھا، میں خود بھی اس کمیٹی کی ممبر تھی۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ گورنر صاحب نے کس طرح یہ ہسپتال ختم کر کے جگہ کالج کو دے دی حالانکہ وہ ہسپتال اس علاقے کی عورتوں کی ضرورت تھا؟
جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صحت!
وزیر صحت: جناب سپیکر! جس دو کمروں کی ڈسپنسری کا بجٹ نہ ہو تو وہ voluntary نہیں تو اور کیا چیز تھی؟ There was no budget allocation for this dispensary? دوسری بات یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے اس ہسپتال کی جگہ پر کوئی کمرشل پلازہ تو نہیں بنایا۔ وہ آؤٹ ڈور ڈسپنسری تھی اس کی جگہ

ایک گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے لئے وقف کی ہے جو اسی علاقے کی پبلک کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ We did not use it for any other purpose other than public purpose.

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب خالد محمود وٹو!

راجہ ریاض احمد: on his behalf سوال نمبر 1474۔ (معزز ممبر نے جناب خالد محمود وٹو کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1474 دریافت کیا) اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تاندلیانوالہ کا افتتاح

*1474 جناب خالد محمود وٹو: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تاندلیانوالہ کتنی لاگت سے مکمل ہوا ہے اور مزید کتنا کام ابھی ہونا باقی ہے؟

(ب) تعمیر مکمل ہونے کے بعد ہسپتال چالو نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک یہ ہسپتال کام کرنا شروع کر دے گا؟

(ج) ہسپتال میں تعینات عملے کی تفصیل فراہم کی جائے نیز ہسپتال میں خالی اسامیوں کے بارے میں بھی تفصیلات فراہم کریں اور عملہ کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

(د) ہسپتال میں موجود تمام آپریشن اور مشینری کی تفصیل بھی فراہم کریں؟

وزیر صحت:

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تاندلیانوالہ 2,71,47000 روپے کی لاگت سے مکمل ہو گیا ہے اور مزید کوئی کام باقی نہیں ہے۔

(ب) تعمیر مکمل ہونے کے بعد ہسپتال مکمل طور پر چالو ہے۔

(ج) ہسپتال میں تعینات عملہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ گورنر پنجاب نے جولائی 2001 میں 5000 پیرا میڈیکل اسامیوں کی منظوری دی۔ ان اسامیوں پر بھرتی کو ستمبر 2002 میں مکمل ہونا تھا۔ ان اسامیوں پر زیادہ تر EDOs(H) نے بھرتی مکمل کر لی ہے۔

اب وزیر اعلیٰ پنجاب نے S&GAD کے O&M ونگ کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ تمام محکموں میں موجود خالی اسامیوں کی تفصیل مرتب کرے۔ محکمہ صحت نے تمام EDOs سے خالی

اسامیوں کی تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ جونہیO&Mتفصیل مرتب کرے گا،امید کی جاتی ہے کہ محکمہ صحت اسامیوں پر بھرتی کرے گا۔

(د) 2002 میں کل679 آپریشن ہوئے جن میں115 بڑے اور564 چھوٹے آپریشن ہوئے۔ مشینری اور آپریشن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راجہ ریاض احمد: وزیر موصوف بتائیں کہ یہ ہسپتال کس سال بنا اور وہاں پر جو اسامیاں خالی ہیں کیا جب سے یہ ہسپتال بنا ہے وہ اس وقت سے خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا سوال کیا گیا ہے؟ جب وہ ہسپتال ہی نہیں تھا تو اس ضمن میں کیا کہتے ہیں؟ وہاں آؤٹ ڈور میں مریض آتے تھے جن کو دیکھا جاتا تھا اور ہمارے دوسرے ہسپتال سے instruments بھیجے گئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صحت! آپ جواب دیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ ایوان میں تشریف لائے
معزز اراکین حزب اقتدار نے ان کا استقبال کیا)

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ وہ پہلے آپ کے سوال کا جواب دے لیں۔ جی، وزیر صحت!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! اچھا ہوا کہ وزیر اعلیٰ صاحب آ گئے ہیں وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ ان کے وزراء کی کارکردگی کیا ہے اور خود بھی غور سے سنیں کہ منسٹر صاحب اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟

وزیر مال: وزیر اعلیٰ صاحب تہانوں دیکھن آئے نیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے clarify کروں کہ میں نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ ابھی یہ سوال put ہوا ہے لیکن میں نے جواب نہیں دیا۔ انھوں نے سوال پوچھا ہے کہ ہسپتال کب up-grade ہوا ہے۔ میرے پاس اضافی مواد ہے اس کے مطابق This hospital was upgraded in January 2002

راجہ ریاض احمد: جناب والا! 2002 سے لے کر اب تک وہاں پر اسامیاں خالی ہیں۔ اتنی دیر سے وہاں اسامیاں پُر نہیں کی گئیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے clear کر دوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہسپتالوں کے لئے جو ایک exclusion رکھی ہے۔ڈاکٹر کی پوسٹ، ٹیکنیکل پوسٹ جن میں ڈسپنسر اور انستھیسز ہوتے ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ہمارے تمام ڈسٹرکٹ ہسپتالوں، پراونشل ہسپتالوں اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں recruitment process ongoing ہے۔جہاں تک اس ہسپتال میں اسامیوں کا تعلق ہے تو اس میں ٹیکنیکل پوسٹوں پر ریکروٹمنٹ کا process مکمل ہے۔ہسپتال function کر رہا ہے ابھی پچھلے سال وہاں پر تقریباً 800 آپریشن کئے گئے جن میں اکثریت major operations کی تھی۔ٹیکنیکل پوسٹ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔جہاں تک ڈاکٹر کی پوسٹ کا تعلق ہے تو ہم نے ضلعی حکومتوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ monthly recruitment کریں۔اب وزیر اعلیٰ صاحب نے جس نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے اس کے بعد تو ہمارے چھوٹے اضلاع میں رورل ہیلتھ سنٹروں میں یہ حالت ہو گئی ہے کہ لوگ پہلی دفعہ پرائیویٹ ہسپتالوں کی job چھوڑ کر گورنمنٹ ہسپتال join کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔آپ نے دو سوال کر لئے ہیں I think that is enough اب اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 2580۔جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میڈیکل کالجوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*2580 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ کے میڈیکل کالجوں میں پروفیسر، سینئر رجسٹرار، کنسلٹنٹس اور اساتذہ کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں پر تعیناتی نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ اگر کوئی اسامی پر کی گئی ہے تو کن شرائط پر؟

(ج) مذکورہ اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت مستقل بنیادوں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تمام اسامیاں پر کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) صوبہ میں مندرجہ ذیل میڈیکل کالجز ہیں:۔

سیریل نمبر	کالج
1۔	کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور
2۔	علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور
3۔	فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور
4۔	سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائینسز لاہور
5۔	راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی
6۔	نشتر میڈیکل کالج ملتان
7۔	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد
8۔	قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور
9۔	شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان
10۔	پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ لاہور

ہر کالج کے مطابق پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز اور سینئر رجسٹرار کی مجموعی طور پر درج ذیل حکومت نے اسامیاں مہیا کی ہیں۔ان اسامیوں کی کالج وائز تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور

نام اسامی	خالی اسامی
پروفیسرز	3
ایسوسی ایٹ پروفیسرز	23
اسسٹنٹ پروفیسرز	14
سینئر رجسٹرارز	43 (تفصیل (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

2۔ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور

نام اسامی	خالی اسامی
پروفیسرز	4
ایسوسی ایٹ پروفیسرز	10
اسسٹنٹ پروفیسرز	7
سینئر رجسٹرارز	34(تفصیل(بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

3۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور

نام اسامی	خالی اسامی
پروفیسرز	3
ایسوسی ایٹ پروفیسرز	5
اسسٹنٹ پروفیسرز	
سینئر رجسٹرارز	۔(تفصیل F/C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

4۔ پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ / LGHلاہور

نام اسامی	خالی اسامی
پروفیسرز	10
ایسوسی ایٹ پروفیسرز	13
اسسٹنٹ پروفیسرز	22
سینئر رجسٹرارز	13

5۔ سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لاہور

اس انسٹیٹیوشن میں مختلف شعبے کی 12 اسامیاں خالی ہیں۔ کاپی F/Eایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

6۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان

نام اسامی	خالی اسامی
پروفیسرز	3
ایسوسی ایٹ پروفیسرز	20
اسسٹنٹ پروفیسرز	11

سینئر رجسٹرارز	19(تفصیل F/G ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

7۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد

نام اسامی	خالی اسامی
پروفیسرز	8
ایسوسی ایٹ پروفیسرز	21
اسسٹنٹ پروفیسرز	31(تفصیل F/Hایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

8۔ قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور

نام اسامی	خالی اسامی
پروفیسرز	15
سینئر رجسٹرارز	22(تفصیل F/Jایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

9۔ راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی

نام اسامی	خالی اسامی
پروفیسرز	4
ایسوسی ایٹ پروفیسرز	24
اسسٹنٹ پروفیسرز	14(تفصیل F/K ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

10۔ شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان

نام اسامی	خالی اسامی
پروفیسرز	28
ایسوسی ایٹ پروفیسرز	32
اسسٹنٹ پروفیسرز	26
سینئر رجسٹرارز	18(تفصیل F/Mایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) موجودہ حکومت کی زیادہ ترجیح کنٹریکٹ تعیناتی رہی ہے تاہم اس دوران ریگولر اور ترقی پانے والے اساتذہ کی تعیناتی قاعدہ قانون کی بنیادوں پر کی جاتی ہے۔اس ضمن میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ حکومت پنجاب کی جاری کردہ کنٹریکٹ پالیسی کے مطابق جب پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے اور ترقی کے ذریعے اساتذہ مہیا ہوتے ہوں تو ریگولر اساتذہ کو ترجیح دی جاتی ہے اور یہ بات

کنٹریکٹ پر بھرتی کی شرائط میں پہلے ہی شامل ہے۔تاہم ان اسامیوں پر تعیناتی کا سلسلہ جاری ہے۔ سوال کے جز(ب) میں وقت کا تعین نہ ہے تاہم حکومت کے فیصلہ کے مطابق اب اس بات کو ترجیح دی جارہی ہے کہ ان کالجز میں اساتذہ بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن لیں۔محکمہ اس سلسلے میں اسسٹنٹ پروفیسرز کی 245 اسامیاں پبلک سروس کمیشن کو بھجوا چکا ہے اور مرحلہ وار کنٹریکٹ اساتذہ کو ریگولر اساتذہ سے تبدیل کیا جا رہا ہے۔اس بات میں کوئی صداقت نہیں ہے کہ محکمہ اسامیوں پر تعیناتی نہیں کر رہا ہے۔

(ج) حکومت کے فیصلہ کے مطابق پہلے ہی اپنی ترجیح میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے چنے گئے اساتذہ تعینات کر رہا ہے، جیسا کہ اوپر بتا دیا گیا ہے کہ اسسٹنٹ پروفیسرز کی 245 اسامیاں پبلک سروس کمیشن کو پر کرنے کے لئے پہلے ہی بھجوا دی گئی ہیں۔لہذا خالی اسامیاں پر نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) جی ہاں! محکمہ ہذا حکومتی فیصلہ کے مطابق نہ صرف پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان اسامیوں کو پر کرنے کے لئے تیار ہے، بلکہ اس ضمن میں پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اسسٹنٹ پروفیسرز کی 245 اسامیاں بھجوائی جا چکی ہیں۔علاوہ ازیں ایسوسی ایٹ پروفیسرز BS-19 اور پروفیسرز BS-20 کی اسامیاں بھی پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوانے کا مسئلہ زیر غور ہے۔جونہی اس کا کام مکمل ہو گا ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے درخواستیں پبلک سروس کمیشن کو جلدی بھیج دی جائیں گی۔اس سلسلے میں محکمہ مکمل طور پر حکومتی پالیسی کے مطابق کام کر رہا ہے اور کسی قسم کی تاخیر نہ کی گئی ہے اور نہ ہی مستقبل میں اس کا کوئی امکان موجود ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں نے جز(الف) میں یہ پوچھا تھا کہ صوبے کے میڈیکل کالجوں میں، پروفیسرز، سینئر رجسٹرار، کنسلٹنٹس اور اساتذہ کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟ اب اس سوال کے اندر کب سے کا جواب تو موجود نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ مجھے کچھ زائد تفصیل مہیا کی گئی ہے میں نے اس میں سے کچھ چیزیں ڈھونڈی ہیں۔اس سے یہ محسوس ہوتا ہے اور آپ اس کے جواب میں خود ملاحظہ فرمائیں کہ خصوصاً قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور، شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان اور علیٰ ہذاالقیاس حتیٰ کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور تک بیشتر جگہوں پر پروفیسرز کی ساری اسامیاں خالی ہیں۔میں نے تفصیل میں دیکھا ہے کہ

جس دن سے یہ پوسٹیں create ہوئی ہیں اس دن سے لے کر اب تک یہ اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ان میڈیکل کالجوں میں کوئی پروفیسر موجود نہیں ہے۔شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان میں پروفیسروں کی 28 اسامیاں ہیں اور وہ ساری کی ساری خالی پڑی ہیں۔بہاولپور میں 15 اسامیاں پروفیسروں کی خالی پڑی ہوئی ہیں۔ اسی طرح سینئر رجسٹرار کی 22 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔اب میں یہ سوچتا ہوں کہ ان میڈیکل کالجوں میں جہاں پر سینئر اساتذہ پڑھانے کے لئے بھی موجود نہیں ہیں ان میڈیکل کالجوں کا کیا حال ہوگا اور وہاں کون پڑھاتا ہوگا اس لئے میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف ارشاد فرمائیں کہ یہ اسامیاں ایک مدت سے خالی ہیں اور میں اس کی وجہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ اسامیاں کیوں خالی ہیں۔ایک مدت سے ڈاکٹروں کو کنٹریکٹ پر بھرتی کیا جا رہا تھا۔جب نیچے کے level پر بھرتی نہیں ہوگی تو اوپر promotion بھی نہیں ہوگی۔اب شاید کوئی پالیسی بنائی گئی ہے کہ ڈاکٹروں کو مستقل بنیادوں پر بھرتی کیا جا رہا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پروفیسروں،ایسوسی ایٹ پروفیسروں اور اسسٹنٹ پروفیسروں کی جو سیٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں ان کو fill کرنے کا کیا اہتمام کیا گیا ہے اور کب تک یہ پوسٹیں fill کر لی جائیں گی اور کیا اس کے نتیجے میں میڈیکل کالجوں میں پڑھائی کا جو معیار متاثر ہو رہا ہے اس کا انہوں نے کیا اہتمام کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔جناب سپیکر!جناب احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال بڑا relevant ہے اور یہ issue ہم نے cognizance میں لیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ 1996 سے پنجاب پبلک سروس کمیشن سے ڈاکٹروں کی بھرتی کا سلسلہ ہو ہی نہیں سکا۔ہمیں تو اقتدار میں آئے ہوئے تین سال ہوئے ہیں لیکن آپ اندازہ کریں کہ یہ سلسلہ کس نے منقطع کیا تھا اور اس دور میں کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ اس سلسلے کو دوبارہ شروع کر دیا جائے۔ہماری حکومت آئی تو وزیر اعلیٰ نے اس کام کے لئے سپیشل سلیکشن بورڈ بنائے اور ان اداروں کو پنجاب میڈیکل ہیلتھ ایکٹ جو کہ اسی اسمبلی نے 2003 میں پاس کیا تھا اداروں کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ اپنے اداروں میں بھرتی اپنے اپنے حالات کے مطابق کریں اور یہ بھی اختیار دیا گیا کہ جو ہمارے پسماندہ علاقے ہیں جیسے جنوبی پنجاب میں رحیم یار خان کا میڈیکل کالج ہے اسی طرح بہاولپور میڈیکل کالج کا بھی انہوں نے ذکر کیا ہے نشتر میڈیکل کالج کا بھی ذکر ہوا ہے۔وہاں پر ہم نے بورڈوں کو اس بات کی اجازت دے دی ہے کہ آپ مقامی حالات کے مطابق اپنے اداروں میں بھرتیاں کریں اور اگر آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ ڈاکٹروں کو کوئی اضافی

یا سپیشل پیکیج دینا ہے تو وہ incentive بھی ان کو دیں لیکن میں اس ایوان کو آج یہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ کل 7۔ جون کو وزیر اعلیٰ صاحب نے تاریخی فیصلہ کیا ہے۔ پنجاب کی تاریخ بلکہ پاکستان کی تاریخ میں health کے معاملے میں ایسا فیصلہ کبھی نہیں ہوا۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ پہلی دفعہ ہوا ہے جہاں ساری دنیا کنٹریکٹ کی طرف جارہی ہے لیکن ڈاکٹروں سے متعلق حکومت نے مختلف فیصلہ کیا ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب میں تمام کنٹریکٹ پر بھرتی ڈاکٹروں کو regularize کیا جائے گا اور اس وزیر اعلیٰ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ آج سے پہلے یہ فیصلہ ہوتا تھا، میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں 1988 کا خود میڈیکل گریجوایٹ ہوں اور میرے ساتھی میڈیکل کالجوں میں ابھی تک میڈیکل آفیسرز ہیں اور FCPS کرکے بھی سات سات سال سے میڈیکل آفیسروں کا رول ادا کر رہے ہیں۔ اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان ڈاکٹروں میں سے 75 فیصد ڈاکٹروں کو فوری طور پر سینئر رجسٹرار مقرر کیا جائے گا اور ریگولر بنیادوں پر مقرر کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہماری حکومت punitive government نہیں ہے ہم لوگوں پر سختی اور compulsion پر believe نہیں کرتے۔ وزیر اعلیٰ نے پچھلے ہفتے سروسز ہسپتال میں تقریر کی کہ ہم incentive basis پر کام کرتے ہیں اور اس کے نتائج بھی آپ کو نظر آ رہے ہیں۔ ہم نے یہ inherit کیا تھا اور اسی وجہ سے brain drain ہوا تھا۔ کل کے اس فیصلے کے بعد تمام ڈاکٹر جو اس وقت کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں وہ regularize ہو جائیں گے تمام پرانے سپیشلسٹ جو بیچارے گریڈ 17 کے دھکے کھا رہے تھے اب سینئر رجسٹرار اور اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے enjoy کریں گے۔ آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ ہمارے ان اداروں میں ایک انقلابی تبدیلی آگئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ایک تو محترم وزیر صحت کی تصحیح کرنا چاہوں گا کہ جب ان کی نئی نئی گورنمنٹ بنی تھی تو انہوں نے ایک تکیہ کلام بنالیا تھا کہ یہ ہم پہلی بار کر رہے ہیں اب ان کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ ان کو اقتدار میں آئے ہوئے ساڑھے تین سال ہو گئے ہیں۔ اب یہ پہلی بار والی رٹ کو چھوڑ دیں بلکہ پہلے تین سال کا جو حساب ہے اس کو بھی ذہن میں رکھیں اور دوسرا جو انہوں نے فرمایا ہے کہ کل پہلی مرتبہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک تاریخ ساز فیصلہ کیا ہے۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ تاریخ ساز فیصلہ کرنے میں وزیر اعلیٰ

کو ساڑھے تین سال کیوں لگے اس کی وجوہات بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! میرے خیال میں یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ہے۔

راناثناء اللہ خان: جناب والا! یہ میرا ضمنی سوال ہے اس کا یہ جواب تو دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سوال بنتا نہیں ہے۔

راناثناء اللہ خان: یعنی کہ تاریخی فیصلہ کرنے میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بجائے appreciate کرنے کے آپ counter سوال کر رہے ہیں۔ This is no question.

راناثناء اللہ خان: جناب والا! اس تاریخی فیصلہ کرنے میں تین سال کیوں لگے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ جو بھی سمجھیں۔ But this is no question. ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اذان ہو رہی ہے۔۔۔

(اذان عصر)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! میرا وزیر صحت سے ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک طرف تو حکومت کے بلند بانگ دعوے ہیں کہ جنوبی پنجاب کی محرومی کی خاطر جتنا کچھ موجودہ حکومت کر رہی ہے وہ ماضی میں کسی نے نہیں کیا۔ اب اس سوال میں منہ بولتا ثبوت ہے کہ راولپنڈی اور لاہور کے میڈیکل کالجوں کا ذکر آیا ہے تو ان میں کہیں پر دو اسامیاں خالی ہیں کسی میں تین اسامیاں خالی ہیں ہم چاہتے ہیں وہ بھی fill ہونی چاہئیں لیکن جب باری بہاولپور کی آئی ہے تو پتا چلا ہے کہ پندرہ ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ جو کہ پروفیسرز ہوتے ہیں ان کی اسامیاں خالی ہیں اور تین تین، چار چار سال سے خالی ہیں۔ ایک میڈیکل کالج کے اندر تیس بتیس شعبے ہوتے ہیں۔ جن میڈیکل کالجوں میں اتنی زیادہ پروفیسروں کی پوسٹیں ہی خالی ہوں وہاں پر کس قسم کے ڈاکٹر بنیں گے؟ پھر جنوبی پنجاب میں اور آگے جاتے ہیں تو رحیم یار خان میں 28 پروفیسروں کی پوسٹیں خالی ہیں یعنی پورے میڈیکل کالج میں دو یا تین میڈیکل کالج ہیں اور بہاولپور کے اندر حالت یہ ہے کہ پندرہ سے لے کر اٹھارہ

پروفیسر موجود ہیں اور پندرہ ڈیپارٹمنٹ خالی ہیں۔یہی حال نشتر میڈیکل کالج کا بھی ہے۔ پہلے تو ہماری طرف ادارے ہی نہیں بنائے جاتے اگر ادارے بنا دیئے جاتے ہیں، فنڈز نہیں دیئے جاتے اور اگر فنڈز بھی دے دیئے جاتے ہیں تو حالت یہ ہے کہ وہاں پر پڑھانے کے لئے پروفیسر ہی نہیں بھیجے جاتے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صحت یہ فرمائیں کہ یہ جو پروفیسروں کی اسامیاں خالی ہیں یہ کب تکfill ہو جائیں گی؟ یہ اس بات کا ہاؤس میں اعلان کریں۔اس کا یہ ایک مہینے کا وقت لیں، دو مہینے لیں، چھ مہینے لیں لیکن وقت کا تعین کریں کیونکہ اگر وہاں پر پروفیسر ہی نہیں جائیں گے تو ہم بہاولپور سے اور رحیم یار خان سے کس قسم کے ڈاکٹر بھیجیں گے ؟ جن ڈاکٹروں کا اپنا پروفیسر ہی نہیں ہوگا وہ کیا تعلیم حاصل کریں گے اور لوگوں کا کیا علاج کریں گے، کیا یہ سرمایہ کا ضیاع نہیں ہے ؟ پانچ سے دس لاکھ روپے حکومت ایک ڈاکٹر پر خرچ کرتی ہے۔

دوسرا میرے سوال کا جزیہ ہے کہ اگر انہوں نے کنٹریکٹ والے ڈاکٹروں کوregularize کرنے کا اعلان کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ خوش آئند اعلان ہے جس پر میں ان کوappreciate کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی میری ایک گزارش یہ بھی ہے کہ اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ یہ بھی اعلان کر دیا جائے کہ آج کے بعد تمام ڈاکٹر چاہے وہ میڈیکل آفیسر گریڈ 17 ہو یا اسسٹنٹ پروفیسر ہو، ایسوسی ایٹ پروفیسر ہو تمام پوسٹیں پبلک سروس کمشن کے ذریعے سےfill ہوں گی۔

تیسری بات یہ ہے کہ ایک تھانیدار کی شکل میں ہیلتھ سیکرٹری لگا دیا جاتا ہے۔ جو میڈیکل کے حوالے سے بالکل ان پڑھ ہوتا ہے۔ وہ سی ایس پی کر کے سیکرٹری بنتا ہے اس کا ہیلتھ کے شعبے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لہذا یہاں میری یہ بھی گزارش ہے کہ 30/30 سال سروس کرنے والے پروفیسرز ہیلتھ سیکرٹری کے آفس کے باہر نوکر کی طرح کھڑے ہوتے ہیں۔اس طرح کےincompetent آدمی کی بجائے ایک پڑھے لکھے ڈاکٹر کو ہیلتھ سیکرٹری لگانا چاہئے۔ مجھے ان تین سوالوں کے جواب چاہئیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہیلتھ منسٹر!

وزیر صحت: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پروفیسرز initial recruitment کے ذریعے صرف 10 فیصد ہوتے ہیں، باقی 90 فیصدpromotion سے آتے ہیں۔ recruitment initial stage پر ہوتی ہے جیسے سینئر رجسٹرار اور اسسٹنٹ پروفیسرز ہیں۔ دنیا میں کسی جگہ پروفیسرز کیrecruitment نہیں ہوتی۔ ہمارےrecruitment rules میرے پاس ہیں ان میں

90فیصدthrough promotionہوتے ہیں اور only 10 percent through initial recruitmentہوتی ہے۔ جہاں تک ہمارے جنوبی پنجاب کے کالجوں کا تعلق ہے تو یقیناً سپیشل سلیکشن بورڈ بنانے کے بعد وہاں کیvacancy position definitely improveہوئی ہے لیکن جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا کہchronic مسئلہ تھا جو ہم نےinterjectکیا اس کی درستی کی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ جب ہم ڈاکٹروں کو incentives دیں گے کہ آپ کاjob secureہے،regular jobہے، اس میں career planہے اور جنوبی پنجاب کے ہسپتالوں کو ہمspecial packagesدے رہے ہیں، خواہ وہ میڈیکل کالج ہوں یا ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جیسا ادارہ ہو۔ ہمیں یقین ہے اور یہ پروفیشنلز کا دعویٰ ہے، آج آپ اخبار میں پڑھیں کہ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کیstatementآ گئی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یقین ہے کہsituation dramatically changeہو جائے گی۔ جہاں تک انہوں نے جنوبی پنجاب کا ذکر کیا تو میںon the floor of the House on oathکہہ سکتا ہوں کہ یہ جتناgapتھا جوchronicمیں چلا آ رہا تھا اور ہم نے درست کیا۔ پنجاب میں سب سے پہلے آج سے کوئی پندرہ سال پہلےPICبنا تھا اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ نے اگر کوئیcardiac centre بنایا ہے تو انہوں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ یہ سنٹر ملتان کے عوام کو دینا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اللہ کے فضل و کرم سے گورنر جیلانی کے دور میں پنجاب میں جوPICبنا تھا وہ صرف 90 beded hospitalتھا اور اس کو بننے میں چھ سال لگے تھے۔ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی200 bedsسے اوپر ہے۔ ہم نے سوا سال میں اس کاout door patient functional کیا اور اس سال کے آخر میں in patient functionalہوگا، آپریشنز ہوں گے اور وہ صرف جنوبی پنجاب کی عوام کے لئے نہیں بلکہ بلوچستان اور صوبہ سندھ کے عوام کے لئے ہوگا۔ بہاولپور میڈیکل کالج جو بالکل ہمارےsouthern tipپر تھا جہاں پر نیا ایکسرے یونٹ نہیں لگایا جاتا تھا۔ چیف منسٹر صاحب نے9کروڑ روپے کیMIR machineوہاں دی، Dialysis Unitدیا اور جبBurn centreکی بات ہوئی کہ یہ کہاں بنایا جائے؟ راولپنڈی بنایا جائے، لاہور بنایا جائے، فیصل آباد بنایا جائے تو فیصلہ یہ ہوا کہ سب سے پہلےBurn Centre constructionاگر ہوگی تو ملتان میں ہوگی یعنی وہ بھی جنوبی پنجاب کو دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر کسی حکومت نےmedical disparityکو ختم کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہcreditاس حکومت کو جاتا ہے کہ جتنے ہمارے میگا پراجیکٹس تھے، پچھلے سال ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا سب سے بڑا پراجیکٹ ایک ارب روپے

کاcardiac centreتھا جو کہ جنوبی پنجاب میں بنا، ہم تو اسdisparityکو ایکprocessکے ذریعے ختم کر رہے ہیں اور انشاء اللہ مسلسل ختم کرتے رہیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کل اخبارات میں چیف منسٹر صاحب کی طرف سے جو فیصلہ آیا ہے یہ بہت خوش آئند ہے میں اس کی تحسین کرتا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہیلتھ منسٹر صاحب نے ابھی اعلان کیا ہے کہ تمام کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو پکا کر دیا گیا ہے اس کی رپورٹنگ میں شاید کوئی ابہام ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اچھا فیصلہ ہے بے شک یہ دیر سے ہوا، کوئی بات نہیں یہlong waitedتھا اور اسمبلی کی متفقہ قرارداد بھی تھی اور چیف منسٹر صاحب نے اس پر عمل کیا تو بہت اچھا کیا۔ میں اس میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ جو فیصلہ انہوں نے کیا ہے اگر وہ مہربانی فرما کر اس کی تفصیل اس ایوان کے سامنے رکھ دیں تاکہ تمام ڈاکٹروں کو پتا چل جانا چاہئے۔ صبح سے مختلف علاقوں سے ڈاکٹروں کے ٹیلی فون آرہے ہیں کہ اس کی وضاحت لی جائے کہ کس کو پکا کیا گیا ہے اور کس کو پکا نہیں کیا گیا کیونکہ یہ اخبارات میں آیا ہے کہ صرف ٹیچنگ کیڈر کے ڈاکٹر جو کہ میڈیکل آفیسر ہیں یاDemonstratorsہیں ان کو پکا کیا گیا ہے لیکن ہیلتھ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ تمام کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو پکا کیا گیا ہے۔ بہر حال میں چیف منسٹر صاحب سے یہ التماس کروں گا کہ وہ اس کے بارے میں خود بیان دے دیں گے تو یہ ابہام دور ہو جائے گا اور اس اچھے فیصلے کی صوبہ پنجاب کا پورا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ تحسین کرے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ چیف منسٹر صاحب موجود ہیں میں ان کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک تھوڑی سی بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی 50/40 ہزار کے قریب کنٹریکٹ ایجوکیٹرز موجود ہیں۔ ہر سالregular employeesکی تنخواہوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایجوکیٹرز تا حال 4800 روپے تنخواہ لے رہے ہیں اور ابھی فیڈرل گورنمنٹ نے مہنگائی کا 15 فیصد announce allowanceکیا ہے وہ ان ایجوکیٹرز کو نہیں دیا جا رہا، یہ بڑی زیادتی ہے، اس وقت محکمہ اریگیشن میں کنٹریکٹ سویپروں کے لئےapplicationsمانگی گئی ہیں، اس میں سویپر کی تنخواہ انہوں نے 5200 روپے لکھی ہے یعنی ایک سویپر جو پہلے سکیل کا ہے اس کو اب آئندہ 5200 روپے ملیں گے اور ایک ایجوکیٹر جو ایم اے، ایم ایڈ یا بی ایڈ ہے وہ 4800 روپے پر ہو گا تو میں چیف منسٹر سے یہ التماس کروں گا کہ

سرکاری ملازمین کو جو 15 فیصد مہنگائی الاؤنس دیا جاتا ہے اس سے ایجوکیٹرز کو محروم نہ کیا جائے۔ بہت مہربانی

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں تشریف فرما ہیں میں ان کی موجودگی میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد کے جتنے ارکان صوبائی اسمبلی یہاں پر تشریف فرما ہیں ان سمیت فیصل آباد کے تمام طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ انتہائی کرب کے عالم میں ہیں اور فیصل آباد کے عوام اور بالخصوص بیٹیوں کے والدین زیادہ پریشانی میں مبتلا ہیں۔ فیصل آباد میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد جی سی یونیورسٹی گورنمنٹ کالج ہوا کرتا تھا اور اس کے بعد اس کو جی سی یونیورسٹی کا درجہ مل گیا۔ وہاں پر گزشتہ ساڑھے تین سال سے ایک وائس چانسلر تعینات ہیں جن کا نام ڈاکٹر آصف اقبال ہے اور میں on the floor of the House on oath یہ بات کرتا ہوں کہ ڈاکٹر آصف اقبال کرپٹ آدمی ہے، وہ financially بھی کرپٹ ہے اور morally بھی کرپٹ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اراکین اسمبلی پر مبنی ایک کمیٹی قائم کریں (قطع کلامیاں)

میں نے لاء منسٹر صاحب کو بھی کہا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہاں پر حکومت پنجاب کی بدنامی ہو، لوگ سڑکوں پر آ چکے ہیں، والدین پریشان ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا point note ہو گیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس بات کو seriously take up کیا جائے اور پاکستان کے مانچسٹر فیصل آباد کے اس کرپٹ وائس چانسلر سے جان چھڑوائی جائے۔

وزیر صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر ہیلتھ!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا ہیلتھ کا Question Hour ختم ہو گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ابھی ختم نہیں ہوا۔ ابھی پانچ منٹ ہیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! ابھی یہاں پر جو بحث ہو رہی تھی اس کی relevancy کوئی نہیں تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بس ٹھیک ہے۔ آپ کا point note کر لیا گیا ہے۔ اب next question No. 2628 سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! Question No. 2628۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میڈیکل کالجز میں اسسٹنٹ پروفیسرز / پروفیسرز کی خالی اسامیوں اور بھرتی کی تفصیلات

*2628 **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نشتر میڈیکل کالج ملتان، قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد اور راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی میں اسسٹنٹ پروفیسروں اور پروفیسروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے؟

(ب) مندرجہ بالا اسامیوں میں سے کتنی اسامیاں مارچ 2003 تک پنجاب پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے پر کی گئیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت اپنی پالیسی کے مطابق پروفیسروں کو صرف متذکرہ کالجوں میں تعینات کرتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت متذکرہ اسامیوں کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر ہی پر کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے؟

(ہ) مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر کیا حکومت پنجاب پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے درج بالا تمام گریڈز کی اسامیوں پر تعیناتی کر کے اس دائرہ کار میں آنے والے کالجوں کے مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) نشتر میڈیکل کالج ملتان، قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد اور راولپنڈی میڈیکل کالج میں اسسٹنٹ پروفیسروں اور پروفیسروں کی خالی اسامیوں کی تفصیل کالج وائز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ صحت حکومت پنجاب نے مختلف ادوار میں سینئر رجسٹرار، اسسٹنٹ پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کی کئی اسامیاں آل پنجاب کی بنیاد پر بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن پر کیں۔ان کی پوسٹنگ مختلف میڈیکل کے اداروں میں ہوتی رہی ہے۔

(ج) حکومت اپنی مجوزہ پالیسی کے مطابق کسی بھی اسسٹنٹ پروفیسر یا پروفیسر کو پنجاب کے کسی بھی میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوشن میں تعینات کر سکتی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ صحت حال ہی میں اسسٹنٹ پروفیسر کی مختلف شعبہ جات کی 245 نشستیں مستقل بنیاد پر پر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اپنی شفارشات بھجوا چکا ہے۔

(ہ) جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے کہ اسسٹنٹ پروفیسروں کی بھرتی کے لئے پنجاب سروس کمیشن کو لکھا جا چکا ہے۔ اس طرح ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے بھی گورنمنٹ اس پر کام کر رہی ہے۔ جونہی کام مکمل ہو گا، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کی اسامیاں بھی بذریعہ PPSC پر کر لی جائیں گی۔ اس سلسلہ میں پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوشنز ایکٹ 2003 میں ترمیم کا کام ہو رہا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ سوال بھی پچھلے سوال سے کچھ ملتا جلتا ہے۔اس میں، میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز (د) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ مختلف شعبہ جات کے لئے 245 نشستیں مستقل بنیاد پر پُر کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن کو بھیجی گئی تھیں ان کا کیا بنا؟ یہ 245 نشستیں پبلک سروس کمیشن سے اگر recommend ہو کر آ گئی ہیں اور دوسرا فاضل ہیلتھ منسٹر نے جواب فرمایا ہے کہ پروفیسرز کی براہ راست بھرتی نہیں ہوتی، تقرری نہیں ہوتی۔ان کا یہ جواب غلط ہے۔ پروفیسرز کی براہ راست تقرری ہوتی ہے۔ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اس کا ایک فارمولا بنایا ہوا ہے۔ابھی پچھلے دنوں پنجاب یونیورسٹی میں دس پروفیسر رکھے گئے ہیں۔ ان کا یہ جواب درست نہیں ہے۔ میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ جو 15 پروفیسر

کی posts بہاولپور اور دیگر جگہوں پر خالی ہیں، ان کو fill up کرنے کے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! آپ میرے جواب کو re-play کر لیں۔ میں نے کبھی نہیں کہا تھا کہ پروفیسرز کی بھرتی براہ راست نہیں ہوتی۔ میں نے کہا تھا کہ ایک تناسب ہوتا ہے کہ 90 فیصد جو پروفیسرز تعینات کئے جاتے ہیں وہ پروموشن پر کئے جاتے ہیں اور 10 فیصد initial recruitment پر کئے جاتے ہیں۔ میں صرف یہ کہہ رہا تھا کہ direct recruitment majority کی نہیں ہوتی۔ انھوں نے دوسرا جو issue اٹھایا ہے۔ کل کے فیصلے کے بعد جتنے بھی لوگ کنٹریکٹ پر ٹیچنگ ہسپتالوں میں موجود تھے ان کو فوری طور ہم نے regularize کر دیا ہے باقی جتنی بھی نئی ریکروٹمنٹ ہو گی وہ پبلک سروس کمیشن کے through ہو گی اور regular posts ہوں گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر صحت کی توجہ چاہوں گا کہ اس سوال کے جواب جز (د) اور (ہ) میں یہ فرمایا ہے کہ اسسٹنٹ پروفیسرز کی مختلف شعبہ جات کی 245 نشستیں مستقل بنیاد پر پُر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن اپنی سفارشات گورنمنٹ کو بھجوا چکا ہے۔ اس کے بعد آگے ہے کہ اسسٹنٹ پروفیسروں کی بھرتی کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو لکھا جا چکا ہے۔ اس کے بعد آگے ہے کہ ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے گورنمنٹ اس پر کام کر رہی ہے پھر اس کے بعد آگے لکھا ہوا ہے کہ میڈیکل ہیلتھ انسٹیٹیوشنز ایکٹ کے شیڈول کے لئے کام ہو رہا ہے۔ کیا یہ کچھ کر بھی رہے ہیں یا اسی طرح سے ہے کہ کام ہو رہا ہے، لکھ دیا ہے، لکھا جا چکا ہے۔ کیا اس میں محکمہ کوئی کام بھی کر رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! یہ سوال آج سے چھ ماہ پہلے بھی دیا گیا تھا۔ اس وقت بھی یہ بتایا گیا تھا کہ 245 اسسٹنٹ پروفیسروں کی اسامیاں پبلک سروس کمیشن کو بھیجی گئی ہیں۔ اسی طرح یہ بتایا تھا کہ 10900 میڈیکل آفیسرز male اور 811 میڈیکل آفیسرز female کی اسامیاں خالی ہیں۔ وہ بھی پُر کر دی جائیں گی۔ اسی طرح آج سے دو سال پہلے کہا گیا تھا کہ کنٹریکٹ کے ملازمین مستقل کر دیئے جائیں گے اور اس کی قرارداد پاس ہوئی تھی۔ میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ پچھلے دو سالوں میں اور جب سے انھوں نے یہ اسامیاں پبلک سروس کمیشن میں بھیجی ہیں، کیا کوئی ریگولر ہوا ہے یا ابھی یہ اعلان ہی ہے کہ جیسے پہلے دو سال گزر گئے ہیں کیا اگلے چھ ماہ بھی یہ اسی طرح گزار دیں گے اور کوئی کنٹریکٹ نہیں ہو گا؟

جناب سپیکر! میں تاریخ درست کر دوں کہ میاں نواز شریف نے 88-1987 میں 2200 ایڈہاک ڈاکٹروں کو الحمراء میں single stroke of the pen سے regular کیا تھا۔ یہ تاریخ میں ڈاکٹروں پر سب سے بڑا احسان تھا۔ اس کے بعد سے اگر انھوں نے ایک بھی کنٹریکٹ کا ڈاکٹر regular کیا ہے تو وزیر صاحب ایوان کو اس سے آگاہ کریں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! جو کل فیصلہ کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو ریگولر کرنے کا ہوا ہے یہ وہ ڈاکٹر تھے جو پہلے سپیشل سلیکشن بورڈ کے ذریعے سلیکٹ ہوئے تھے۔ یہ ٹیچنگ ہسپتالوں کے تقریباً پانچ سو ڈاکٹر ہیں۔ جنھیں فائدہ ہوا ہے۔ اب نیا فیصلہ ہوا ہے اس لئے باقی خالی اسامیاں جو رہ جائیں گی۔ ان کو پبلک سروس کمیشن کو بھیجیں گے کہ مزید بھرتی کی جائے۔ جو کنٹریکٹ پر ڈاکٹر تھے وہ سارے کے سارے ریگولر کر دیئے گئے ہیں اور جو میڈیکل آفیسر تھے ان کو ترقی دے کر ریگولر کر کے بطور اسسٹنٹ پروفیسر سینئر رجسٹرار لیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سارے ڈاکٹر promote ہو گئے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔ اب 15 منٹ کے لئے وقفہ نماز عصر کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرکاری ہسپتالوں کے لئے ادویات کی خریداری کے سابقہ طریق کار کی بحالی

*3269 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Devolution Plan کے تحت ضلعی حکومتوں کے نظام میں محکمہ صحت پنجاب گزشتہ دو سال سے صوبہ بھر کے طبی اداروں کے لئے ادویات کی خرید کے لئے ٹینڈر نہیں کر رہا جبکہ پنجاب کے تمام اضلاع ادویات کی خرید خود کر رہے ہیں اور فرمیں ادویات کی سپلائی ہر ضلع

میں مختلف ریٹ پر دے رہی ہیں۔ جس سے قومی خزانے کو خاصا نقصان پہنچایا جارہا ہے؟

(ب) اگر مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ صحت پنجاب حسب سابق ادویات کا ٹینڈر خود کرنے کو تیار ہے تاکہ پورے صوبے کے طبی اداروں کو ادویات کی سپلائی ایک ہی ریٹ پر ممکن ہو سکے اور قومی خزانے کا ضیاع روکا جاسکے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ Devolution Plan کے تحت محکمہ صحت پنجاب گزشتہ دو سال سے ادویات کی خرید کے ٹینڈر نہیں کر رہا ہے۔ کیونکہ ضلعی حکومتوں کے قیام کے بعد سے ادویات کی خریداری کا نظام ضلعی حکومتوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ ضلعی حکومتیں پرچیز مینوئل کے تحت ادویات کی خرید کے ٹینڈر اخبارات میں مشتہر کرنے کے بعد خرید رہی ہیں۔ ادویات کی سپلائی / نرخوں میں جو فرق نظر آرہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ فرموں کے دفاتر / فیکٹریاں لاہور، کراچی، ملتان اور راولپنڈی میں ہیں اور فرمیں ادویات کی قیمتوں میں سروس چارجز جمع کر دیتی ہیں۔

(ب) محکمہ صحت پنجاب صوبائی سطح پر ادویات کا ریٹ کنٹریکٹ کرنے پر غور کر رہی ہے تاکہ تمام اضلاع میں ادویات کی خریداری سپلائی ایک ہی ریٹ پر ممکن ہو سکے۔

لاہور شہر میں سی۔ٹی سکین کی سہولت والے ہسپتالوں
اور دیگر متعلقہ معلومات کی تفصیل

*3393 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر کے کتنے سرکاری ہسپتالوں میں سی۔ٹی سکین کی سہولت موجود ہے، ان سرکاری ہسپتالوں کے نام کیا ہیں اور اب تک جتنے سی۔ٹی سکین ٹیسٹ کئے جاچکے ہیں ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) لاہور میں ایسے کتنے ہسپتال ہیں جن میں سی۔ٹی سکین ٹیسٹ کی سہولت نہیں ہے۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عوام الناس کو ہسپتالوں میں سی۔ٹی سکین مشین کی عدم دستیابی کی وجہ سے پرائیویٹ ٹیسٹ کروانا پڑتا ہے جس پر ہزاروں روپے خرچ آتے ہیں، اس دشواری سے کب تک

عوام الناس کو چھٹکارہ مل جائے گا؟

وزیر صحت:

(الف) میو ہسپتال میں سی ٹی سکین مارچ 1999 سے لگی ہوئی ہے اور اب تک 28090 ٹیسٹ کئے جا چکے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1999	2385	2000	4485
2001	5024	2002	7047
	2003	4947	اب تک

2۔ سروسز ہسپتال لاہور میں سی۔ٹی سکین کی سہولت موجود ہے اور 30۔نومبر 2003 تک 29814 ٹیسٹ کئے جا چکے ہیں۔

3۔ لاہور جنرل ہسپتال میں سی۔ٹی سکین کی سہولت موجود ہے۔آج تک کئے گئے سی ٹی سکین ٹیسٹوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

پرانی سی۔ٹی سکین پر 2000-11-14 تک 57804 ٹیسٹ ہوئے۔

نئی سی۔ٹی سکین پر مورخہ 2003-12-25 تک 15477 ٹیسٹ ہوئے ہیں۔روزانہ ہونے والے ٹیسٹوں کی تعداد تقریباً 40/45 ہے۔

4۔ چلڈرن ہسپتال لاہور میں سی۔ٹی سکین کی سہولت موجود ہے۔یہ سہولت 2001-11-14 کو شروع کی گئی اور 2003-12-27 تک کل 7574 ٹیسٹ اس مشین پر کئے گئے ہیں۔

5۔ جناح ہسپتال لاہور میں سی۔ٹی سکین کی سہولت موجود ہے۔مگر یہ مشین 2003-12-31 سے ناقابل استعمال اور ناکارہ ہو چکی ہے۔2002 میں کل 3122 سی۔ٹی سکین ٹیسٹ کئے گئے تھے۔

ii۔ نئی مشین خریدی گئی ہے جو کہ کراچی بندرگاہ پر پہنچ گئی ہے۔کسٹم کلیرنس اور انسٹالیشن کے بعد کام شروع کر دے گی۔

(ب) ہسپتالوں کی تفصیل جن میں سی۔ٹی سکین کی سہولت دستیاب نہ ہے:۔

1۔ سر گنگارام ہسپتال فاطمہ جناح روڈ لاہور

2۔ لیڈی ولنگٹن ہسپتال راوی روڈ لاہور

3۔ لیڈی ایچیسن ہسپتال، ہسپتال روڈ لاہور

ای ڈی او (ایچ) لاہور کے ماتحت ہسپتال

4۔ گورنمنٹ میاں منشی ہیڈ کوارٹر ہسپتال بند روڈ لاہور
5۔ گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال، شاد باغ سکیم نمبرII لاہور
6۔ گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور
7۔ پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور
8۔ گورنمنٹ سید مٹھا ہسپتال لاہور
9۔ گورنمنٹ مزنگ ہسپتال لاہور
10۔ گورنمنٹ ہسپتال چوھان روڈ ساندہ کلاں لاہور
11۔ گورنمنٹ ہسپتال پاٹھی گراونڈ گوالمنڈی لاہور

(ج) یہ درست نہ ہے کہ عوام الناس کو ہسپتالوں میں سی ٹی سکین مشین کی عدم دستیابی کی وجہ سے پرائیویٹ ٹیسٹ کروانا پڑتا ہے کیونکہ جن ہسپتالوں میں سی۔ٹی سکین کی سہولت میسر نہیں ہے، وہ اس سہولت کے لئے مریض کو مناسب نزدیکی سرکاری ہسپتال میں refer کر دیتے ہیں۔

محکمہ صحت کے اشتہارات کی مالیت، اخبارات اور بقیہ ادائیگی کی تفصیلات

*3637 **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2001 سے آج تک محکمہ ہذا نے کس کس سلسلہ میں کتنی مالیت میں مختلف اخبارات کو اشتہارات کی اشاعت کا حکم دیا؟

(ب) آج تک اس سلسلہ میں کتنی رقم محکمہ ہذا نے ادا کی ہے اور کتنی رقم کس کس اخبار کی ادا کرنا باقی ہے؟

(ج) حکومت باقی رقم کی ادائیگی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) D.G صحت پنجاب کے ذمہ مختلف اخبارات کی کتنی ادائیگی کرنا باقی ہے اور اس ادائیگی کے سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) سال 2001 سے آج تک سیکرٹری صحت نے ڈاکٹروں کی عارضی تعیناتی مختلف آفیسرز اور اہلکاران کو شوکاز نوٹس اخبارات کو دینے کے لئے اشتہارات ڈائریکٹر جنرل پبلک ریلیشنز پنجاب کو ارسال کئے۔جنہوں نے اپنے طور پر مختلف اخبارات اردو، انگلش میں شائع کروائے۔ جن کی مالیت مبلغ -/32,70,190 روپے 48 پیسے ہیں۔

(ب،ج) آج تک سیکرٹری صحت نے مبلغ -/32,70,190 روپے 48 پیسے ڈائریکٹر جنرل پبلک ریلیشنز پنجاب کو مختلف اخبارات کی ادائیگی کے لئے ادا کئے ہیں۔ سیکرٹری صحت کے ذمہ گرانٹ نمبر 10-GA کے تحت کوئی رقم واجب الادا نہیں ہے۔

(د) D.G صحت پنجاب کے ذمہ G-16 کے تحت مبلغ -/25,29,750 روپے کے بل زیر کارروائی ہیں جو موجودہ مالی سال 06-2005 میں ادا کر دیئے جائیں گے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ صحت کی ملکیت دواساز فیکٹری کی فروخت کی تمام تفصیلات

*3638 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ برڈوڈ روڈ لاہور محکمہ صحت کی ادویات تیار کرنے کی ایک فیکٹری عرصہ دراز سے کام کر رہی تھی جس کو محکمہ نے حال ہی میں فروخت کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس فیکٹری کی فروخت سے قبل اخبارات میں نہ اشتہار دیا گیا ہے اور نہ ہی باقاعدہ نیلامی کی منظوری مجاز اتھارٹی سے حاصل کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فیکٹری کی فروخت کے لئے کوئی کمیٹی بھی تشکیل نہ دی گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس فیکٹری کی زمین کروڑوں روپے کی مالیت کی تھی اور مشینری کی قیمت الگ تھی۔ مگر اس کو لاکھوں روپے میں محکمہ کے افسران کی ملی بھگت سے فروخت کر دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس فیکٹری کی فروخت میں پائی جانے والی بے قاعدگی کی انکوائری اعلیٰ سطح کمیٹی سے کروانے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ فیکٹری عرصہ دراز سے کام کر رہی تھی، 1994 میں حکومت پنجاب کے حکم نمبری SO(ms)814/93(80)P مورخہ 10-مارچ 1994 کے تحت بند کر دی گئی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اسی حکم کے مطابق فیکٹری سے متعلقہ تمام مشینری اور خام مال کو نیلام کیا جانا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ اس فیکٹری کی فروخت سے قبل اخبارات میں حسب ضابطہ اشتہار دیا گیا۔ اشتہارات کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ نیلام کمیٹی کی کارروائی بابت acceptance of offer مجاز اتھارٹی کو برائے منظوری بھیجی گئی جس کی منظوری مجاز اتھارٹی نے دے دی۔ منظوری کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ صحت پنجاب کے حکم نامہ نمبری SO(P-1)H/3-36/2001 مورخہ 8-جولائی 2002 کے تحت نیلام کمیٹی تشکیل دی گئی۔ حکم نامہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ اس فیکٹری کی ملکیت کوئی ذاتی زمین نہ تھی۔ بلکہ یہ فیکٹری ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری حکومت پنجاب برڈووڈ روڈ لاہور کی عمارت میں قائم کی گئی تھی۔ مشینری کی قیمت خرید مبلغ 21,36,725 روپے تھی، جبکہ اس کی کتابی قیمت 2,71,629 روپے رہ گئی تھی اور مشینری کو مبلغ 2250,000 روپے میں نیلام کیا گیا اور یہ رقم حکومت کے خزانہ میں جمع کرا دی گئی ہے۔

(ہ) اس فیکٹری کی فروخت میں کوئی بے قاعدگی نہ پائی گئی حکومت پنجاب انکوائری کرانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

خانیوال۔ BHU باقرپور کی تاریخ قیام، لاگت اور دیگر مسائل کی تفصیل

*4146: مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع خانیوال باقرپور، بنیادی ہیلتھ سنٹر کب اور کتنی لاگت سے تعمیر ہوا۔ سنٹر ہذا کو محکمہ کی طرف سے کون کون سے آلات سرجری انسٹرومنٹ و آلات بجلی فراہم کئے گئے تھے؟

(ب) کیا سنٹر ہذا کو فراہم کردہ تمام سامان موجود ہے؟

(ج) کون کون سے ڈاکٹر اور ڈسپنسر سنٹر ہذا میں تعینات رہے؟

(د) دوران سال1997 تا2003 کتنا سامان غائب ہوا اس کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ہ) سٹاف کی حاضری کی پوزیشن اور روزانہ چیک کرنے کا سسٹم کیا ہے؟

وزیر صحت:

(الف) 1990 میں تعمیر ہوا اور لاگت تقریباً اٹھارہ لاکھ روپے 1800000، آلات وغیرہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نہیں

(ج) (i) ڈاکٹر خالد نسیم محمود (ii) ڈاکٹر شعیب اختر (iii) ڈاکٹر اشعر مسعود

ڈسپنسرز:۔

(i) خورشید احمد	(ii) راشد عباس
(iii) محمد رفیق	(iv) محمد یٰسین
(v) سید نجم الحسن شاہ	(vi) اقبال حسین بھٹی
(vii) محمد عمر	(viii) محمد حنیف
(ix) محمد ظہور بھٹی	(x) صفدر حسین

(د) جز(ج) میں درج میڈیکل آفیسران و ڈسپنسرز، بنیادی مرکز صحت باقرپور میں تعینات رہے ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی اور انہیں نوٹس اظہار وجوہ جاری کئے گئے ہیں۔ جن کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

1۔ بنیادی مرکز صحت باقرپور سے جو سامان دوران سال1997 تا2003 تک غائب ہوا اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ گئی ہے۔

2۔ بنیادی مرکز صحت باقرپور پر موجود سامان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3۔ انکوائری آفیسر جناب ڈاکٹر محمد رضا گردیزی، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کبیر والا کی انکوائری رپورٹ نمبر DD0(H)363/ مورخہ 10-11-2005 (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) رپورٹ نمبر کے مطابق محمد اقبال سابقہ ڈسپنسر Baqir Pur BHU اور محمد عمر سابقہ

ڈسپنسر BHU باقرپور کو سامان غائب کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، جن کو ریکوری کے لیٹر جاری کر دیئے گئے ہیں ریکوری لیٹر کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(و) میڈیکل آفیسر روزانہ حاضری چیک کرنے کا ذمہ دار ہے۔

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں ہیڈز آف ڈیپارٹمنٹس کی تعلیمی قابلیت اور دیگر متعلقہ مسائل کی تفصیل

*4238 محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کے لئے سرجری اور کارڈیالوجی کے سربراہان کے لئے کیا تعلیم قابلیت مختص ہے، موجودہ سربراہ کارڈیالوجی نے انجیوگرافی / انجیوپلاسٹی اور سٹنٹ پلیسمنٹ کے لئے کیا تربیت حاصل کی ہے؟

(ب) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں اس وقت کتنے پروفیسر کام کر رہے ہیں۔ایک پروفیسر کے تحت کتنے وارڈ اور بیڈ ہیں؟ نیز یہ کہ دوسرے ٹیچنگ ہسپتالوں میں ایک پروفیسر کے ماتحت کتنے وارڈز اور بیڈز ہیں؟

(ج) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں کتنے سالانہ دل کے آپریشن کئے جاتے ہیں؟

(د) اس وقت اس ہسپتال میں کارڈیالوجی اور کارڈیک سرجری کے کتنے پروفیسر کام کر رہے ہیں۔ان کے نام اور تعلیمی قابلیت کیا ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتال مذکور میں پروفیسرز کی قلت ہے؟ اگر ہاں تو اس کے باوجود دوسرے ہسپتالوں کے پروفیسرز کی ہسپتال مذکور میں تعیناتی کی پالیسی کا نہ ہونے کا کیا جواز ہے؟

(و) ہسپتال مذکور میں سال 2003 میں دوران آپریشن کتنے مریض وفات پاگئے اور ان کی شرح فیصد کیا ہے؟

وزیر صحت:

(الف) تعلیمی قابلیت برائے سربراہان پنجاب انسٹیٹوٹ آف کارڈیالوجی لاہور مندرجہ ذیل ہے:۔

سربراہ شعبہ کارڈیک سرجری

(i) MBBS or equivalent Medical Qualification recognized by the PMDC and the Postgraduate qualification of FCPS/MS, FRCS, MRCP/ Diplomate of American Board in the respective Speciality or equivalent Medical qualifications in the respective Speciality recognized by the PMDC. Or

(ii) MBBS or equivalent Medical qualification recognized by the PMDC with FCPS/ MS/ FRCS, MRCP/ Diplomate of American Board/ General Surgery/ Medicine or any other equivalent Medical qualification recognized by PMDC with 3 years practical experience in the respective Speciality in a recognized institution after Postgraduation.

اوپر بیان کی گئی تعلیمی قابلیت کے ساتھ تین سال بحثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر کام کیا ہو اور دو ریسرچ پیپرز بحثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر کسی PMDC کے منظور شدہ جنرل میں شائع ہوئے ہوں تو وہ پروفیسر کی پوسٹ کے لئے قابل ہے۔

سربراہ شعبہ کارڈیالوجی

اوپر بیان کی گئی قابلیت کے ساتھ تین سال بحثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر کارڈیالوجی کام کیا اور دو ریسرچ پیپر بحثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر کارڈیالوجی کسی PMDC کے منظور شدہ جنرل میں شائع ہوئے ہوں تو وہ پروفیسر کارڈیالوجی کے لئے قابل ہے۔ موجودہ سربراہ کارڈیالوجی پروفیسر محمد اطہر نے انجیوگرافی /انجیوپلاسٹی اور اسسٹنٹ پلیسمنٹ کی تربیت مندرجہ ذیل کورسز کے دوران برطانیہ اور امریکہ سے حاصل کی۔

MBBS, MRCP(UK), Dip Card (London)
F.A.A.C.C (USA)

(ب) اس وقت پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں مندرجہ ذیل چار پروفیسرز کام کر رہے ہیں:۔

(i) پروفیسر جواد ساجد خان (کارڈیک سرجری)

(ii) پروفیسر محمد اظہر (کارڈیالوجی)

(iii) پروفیسر ندیم حیات ملک (کارڈیالوجی)

(iv) پروفیسر محمد شاہ نواز (ریڈیالوجی)

شعبہ کارڈیالوجی کا ایک وارڈ ہے، جس میں 204 بیڈز ہیں، دو پروفیسرز، دو ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور تین اسسٹنٹ پروفیسرز کام کر رہے ہیں۔ شعبہ کارڈیک سرجری میں 80 بیڈز ہیں۔ وہاں پر ایک پروفیسر، ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر اور دو اسسٹنٹ پروفیسرز کام کر رہے ہیں۔ پنجاب کے دوسرے ٹیچنگ ہسپتالوں میں بھی ایک پروفیسر کے ماتحت متعلقہ شعبہ کا وارڈ اور bed strength مریضوں کی تعداد کے مطابق تفویض کیا ہوتا ہے۔

(ج) PIC لاہور میں سالانہ تقریباً 1500 آپریشن ہوتے ہیں۔

(د) اس وقت دونوں شعبوں میں کل تین پروفیسرز کام کر رہے ہیں۔ جن کے نام اور ان کی تعلیمی قابلیت درج ذیل ہے:۔

(i) پروفیسر جواد ساجد خان MBBS (Eng) FRCS, EndonBurgh), FRCS(Eng)

(ii) پروفیسر محمد اظہر MBBS, MRCP (UK), Dipcard (Lond), .A.C.C(USA)

(iii) پروفیسر ندیم حیات ملک MBBS, MRCP (UK), Dip Card.

(ہ) کوئی قلت نہیں ہے۔

(و) سال 2003 میں چھ مریض وفات پا گئے ان کی شرح 0.4 فی صد بنتی ہے۔

لاہور۔ بچوں کے علاج و آپریشن کے لئے دستیاب سہولیات اور دیگر مسائل

*4240 محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بچوں کے علاج و آپریشن (ہارٹ سرجری) کے لئے سپیشل انستھیزیا سپیشل سرجنوں اور سپیشل نرسنگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہاں تو کیا مذکورہ سہولیات پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں موجود ہیں اگر نہیں تو مذکورہ سہولیات کی چلڈرن ہسپتال لاہور میں دستیابی کے باوجود مذکورہ آپریشن پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں کرنے کا کیا جواز ہے نیز کیا حکومت مذکورہ آپریشن کے انتظامات چلڈرن ہسپتال لاہور میں کرنے اور اس کے لئے تمام سہولیات وہاں فراہم کرنے کو تیار ہے؟

(ب) مذکورہ ناقص انتظامات کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور اس سلسلے میں بہتری کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ بچوں کے علاج و آپریشن کے لئے (ہارٹ سرجری) کے لئے سپیشل انستھیزیا سپیشل سرجن اور سپیشل نرسنگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سہولیات پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں موجود ہیں تاہم چلڈرن ہسپتال میں نوزائیدہ بچوں سے لے کر 16 سال کی عمر تک کے بچوں کی ہارٹ سرجری ہوتی ہے۔ چلڈرن ہسپتال لاہور میں ایک سپیشل سرجن دل کے آپریشن کر رہا ہے۔چند نرسوں اور ایک انستھزیا سپیشلسٹ کو ٹریننگ دی گئی ہے۔اب تک 500 سے زائد آپریشن کئے جا چکے ہیں۔اس وقت چلڈرن ہسپتال پورے پنجاب میں بچوں کے دل کے امراض کا شعبہ ہے۔مریضوں کی دیکھ بھال کے علاوہ ڈاکٹروں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ایک کمی انجیوگرافی مشین کی ہے۔جس کی منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے دے دی ہے اور امید ہے کہ یہ اس سال میں خریدی جائے گی جس سے دل کے مریض بچوں کو بہتر سہولیات مل جائیں گی۔دونوں ہسپتالوں میں آپریشن ہو رہے ہیں۔حکومت ضرورت کے مطابق سہولیات فراہم کر رہی ہے۔

(ب) پنجاب انسٹیٹوٹ آف کارڈیالوجی اور چلڈرن ہسپتال لاہور میں بچوں کا علاج (ہارٹ سرجری) کے آپریشن باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔اور ان میں کوئی ناقص انتظامات نہیں پائے گئے ہیں۔

محکمہ صحت میں مرد و خواتین میڈیکل آفیسرز کی تعداد

*4309 ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں مرد اور خواتین میڈیکل آفیسرز کی تعداد علیحدہ علیحدہ کتنی ہے؟

(ب) مرد اور خواتین میڈیکل آفیسرز کے نمایاں فرق کی کمی کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں مرد میڈیکل آفیسرز کی تعداد 10156 اور خواتین میڈیکل آفیسرز کی تعداد 811 ہے۔

(ب) خواتین میڈیکل آفیسرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت پنجاب خواتین میڈیکل آفیسرز کو

کنٹریکٹ پالیسی2004 کے تحت اسپیشل سلیکشن بورڈز کے ذریعے بھرتی کر رہی ہے۔

صوبائی حکومت اور ہسپتالوں کی مینجمنٹ کمیٹیوں کے اختیارات کا تعین

*4311ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ E.D.O ہیلتھ خانیوال کا تبادلہ بطور ایم۔ایس بہاول وکٹوریہ ہسپتال کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور کی مینجمنٹ کمیٹی نے انہیں چارج لینے سے روک دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دیگر ہسپتالوں میں بھی مینجمنٹ کمیٹیاں صوبائی حکومت کے احکام ماننے سے انکار کر رہی ہیں؟

(د) اگر درج بالا کا جواب ہاں میں ہے تو صوبائی حکومت اور مینجمنٹ کمیٹیوں کے اختیارات کا تعین کیسے ہو گا اور ان سرکاری افسروں کی تعیناتی کا کیا ہو گا۔جنہیں مینجمنٹ کمیٹیاں قبول نہیں کرتیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوٹ ایکٹ 2003 کے سیکشن آٹھ کی رو سے ایم۔ایس کی تعیناتی سے قبل متعلقہ بورڈ آف مینجمنٹ تین افراد کا پینل نامزد کرتا ہے۔بہاول وکٹوریہ ہسپتال کی کمیٹی نے پینل بھیجنے کے وعدہ کے ساتھ EDO ہیلتھ خانیوال کو چارج لینے نہ دیا۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔

(د) صوبائی حکومت اور مینجمنٹ کمیٹیوں کے اختیارات متعین شدہ ہیں۔اس طرح کا کوئی ابہام نہیں ہے۔واضح قانونی شقوں کے ماتحت صوبائی حکومت اور مینجمنٹ کمیٹیاں اپنے اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔

سیالکوٹ کے ہسپتالوں میں ریڈیالوجسٹ کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*4386جناب ارشد محمود بگو: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال اور سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ میں کتنے ریڈیالوجسٹ کام کر رہے ہیں اور کتنی اسامیاں مذکورہ ہسپتالوں میں خالی پڑی ہیں؟

(ب) کیاحکومت ان اسامیاں کو پُر کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

وزیر صحت:

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں ایک ریڈیالوجسٹ کیSanction Postہے اور اس پوسٹ پر کوئی ریڈیالوجسٹ کام نہیں کر رہا۔اسی طرح سردار بیگم ہسپتال میں بھی یہی پوزیشن ہے۔ علامہ اقبال ہسپتال میں کل تعداد سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی14اسامیاں ہیں اور صرف ریڈیالوجسٹ کی ایک اسامی خالی ہے۔ سردار بیگم ہسپتال میں کل تعداد سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی دس عدد اسامیاں ہیں اور صرف دواسامیاں ایک ریڈیالوجسٹ اور دوسری ٹی بی سپیشلسٹ کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کے بھرتی کرنے کے تمام ضلعی حکومت کو گورنمنٹ آف پنجاب محکمہ صحت کے مراسلہ نمبرS.O(SC)4-24/2002مورخہ14-11-2002کو اختیارات دے دیئے ہیں۔ تمام اضلاع اسی پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ ضلع حکومت کو پھر بھی دوبارہ تاکید مزید کردی گئی ہے کہ مذکورہ بالاپوسٹیںfillکریں۔

سیالکوٹ میں قائم میڈیکل کالج کی تعمیراتی اور داخلوں سے متعلقہ تفصیل

*4387جناب ارشد محمود بگو: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سیالکوٹ میں میڈیکل کالج کی عمارت کہاں تعمیر ہو رہی ہے، میڈیکل کالج سیالکوٹ کارقبہ کتنا ہے۔ اس پر کتنا روپیہ خرچ آئے گااور یہ میڈیکل کالج کتنے عرصہ میں کام شروع کردے گا؟

(ب) کیامذکورہ کالج میں داخلہ شروع ہو چکاہے،اب تک کتنے طلباء داخل ہوئے ہیں۔کیاداخلے میرٹ پر ہوئے ہیں،ان طالب علموں کی مکمل تفصیل دیں جواب تک داخل ہوئے ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) مجوزہ سیالکوٹ میڈیکل کالج کی تعمیر کے لئے 29.65 ایکڑ رقبہ پر علامہ اقبال میموریل ہسپتال کے احاطہ میں پہلے مرحلہ پر اکیڈمک بلاک ورہائشی عمارت کی تعمیر 19.865 ملین روپے کے خرچ کرنے کی تجویز کی گئی تھی۔ تاہم طویل غور وخوض کے بعد جولائی 2004 میں یہ منصوبہ ناقابل عمل ہونے کی بناء پر ختم کر دیا گیا۔

(ب) مذکورہ سیالکوٹ میڈیکل کالج کے لئے سالانہ بنیاد پر مجوزہ تیس نشتوں پر میرٹ کی بنیاد پر طلباء کے داخلے 03-2002 اور 04-2003 میں کئے گئے تھے، (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) سال 05-2004 میں مجوزہ منصوبہ کے ختم ہونے پر سیالکوٹ میڈیکل کالج کے لئے مخصوص نشستیں سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز کی 60 نشستوں کے ساتھ ضم کر دی گئیں۔

تحصیل دیپالپور، چک نواں کوٹ جاگیر میں ڈسپنسری کا قیام

*4730: بیگم نور النساء ملک: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نواں کوٹ جاگیر تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ اور اس کی پانچ، چھ ذیلی آبادیوں کے لئے صحت کی کوئی سہولت دستیاب نہ ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ گاؤں کو صحت کی سہولت فراہم کرنے کے لئے ڈسپنسری کا قیام عمل میں لانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) چک نواں کوٹ جاگیر یونین کونسل ڈی 81 تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں واقع ہے اور اس یونین کونسل میں پہلے سے ہی بنیادی مرکز صحت بھومن شاہ کے نام سے قائم ہے، وہاں پر میڈیکل آفیسر بھی تعینات ہے جو لوگوں کو صحت کی سہولیات احسن طریقے سے فراہم کر رہا ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت کی سہولت فراہم کی گئی ہے، لہذا اس یونین کونسل میں نئے ہیلتھ یونٹ کے قیام کی ضرورت نہ ہے۔

ڈی۔ایچ۔کیواورالائیڈ ہسپتال فیصل آباد،ایم۔ایس کی تعیناتی کا مسئلہ

*4778 رانا آفتاب احمد خان: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال فیصل آباد الائیڈ ہسپتال کے ایم۔ایس کی اسامی گریڈ 20 کی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اسامی عرصہ ڈیڑھ / دو سال سے بدستور خالی ہے؟

(ج) کن وجوہ کی بناء پر متذکرہ اسامی پر تعیناتی نہیں کی جارہی اور کیا حکومت متذکرہ اسامیوں پر مطلوبہ قابلیت کے حامل افراد کی تقرری کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) Autonomous Medical & Health Institutions Rules, 2003 کے سب رول 8 کے مطابق میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی تعیناتی کے لئے پرنسپل کی طرف سے پینل بھجوانا ضروری ہے۔ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال فیصل آباد کے لئے پرنسپل پنجاب میڈیکل کالج اینڈ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کو پینل بھجوانے کے لئے چٹھی لکھی تھی۔پرنسپل پنجاب میڈیکل کالج / الائیڈ ہسپتال فیصل آباد نے ڈاکٹر امتیاز حامد کو ایم ایس DHQ ہسپتال فیصل آباد تعینات کرنے کے لئے یکم فروری 2006 کو بذریعہ چٹھی سفارش کی ہے۔(پرنسپل کے مراسلہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)وزیر اعلیٰ پنجاب مجاز اتھارٹی کی منظوری کے لئے محکمہ کی طرف سے سمری بھیجی جارہی ہے۔

DHQ ہسپتال بہاولنگر، ڈینٹل سرجن یونٹ کی فراہمی

*4791 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاول نگر کے ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ کو ڈینٹل سرجن یونٹ مہیا نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ شعبہ کو ڈینٹل سرجن یونٹ فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاولنگر میں ڈینٹل یونٹ مہیا نہ کیا گیا ہے۔ اس ہسپتال میں ایک ڈینٹل یونٹ کام کر رہا ہے۔ دو ڈینٹل سرجن کام کر رہے ہیں۔ جو صبح اور شام کی شفٹ میں اس ڈینٹل یونٹ کو استعمال کر رہے ہیں۔

(ب) اس حصے کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

DHQ ہسپتال بہاولنگر، یورالوجی ڈیپارٹمنٹ کا قیام

*4792 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاول نگر میں یورالوجی ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ وارڈ اور سٹاف نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ہسپتال میں مریضوں کو سہولت دینے کے لئے یورالوجی ڈیپارٹمنٹ / وارڈ اور سٹاف فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) اگرچہ یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر میں یورالوجی سے متعلقہ دیگر عملہ نہیں ہے تاہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بہاولنگر نے مندرجہ ذیل عملہ کو تربیت دلوا کر dialysis یونٹ کو رواں کیا ہوا ہے۔

1۔ میڈیکل آفیسر ایک

2۔ سٹاف نرس ایک

3۔ ڈسپنسر ایک

4۔ او۔ٹی۔اے، ایک

تاہم ریگولر عملہ کی منظوری رواں مالی سال میں متوقع ہے۔

(ب) اس حصے کا جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

صوبہ میں ڈینٹل سرجن کی منظور شدہ، موجودہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*4804 محترمہ طاہرہ منیر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ کے 34 اضلاع کے لئے Dental Surgeons کی منظور شدہ موجودہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پہلے ہی Dental Surgeons کی کمی کے باعث عوام سخت مشکلات سے دوچار ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے کیا حکومت موجودہ seats کو بڑھا کر کم از کم 500 کرنے کو تیار ہے اور کیا اس مقصد کے لئے بجٹ 05-2004 میں مناسب رقم مختص کی جائے گی۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) صوبہ کے 34 اضلاع میں منظور شدہ ڈینٹل سرجن کی تعداد 446 ہے۔ ان میں سے 332 ڈینٹل سرجن ریگولر طور پر کام کر رہے ہیں جبکہ 65 ڈینٹل سرجن کو کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا ہے اور اس وقت 49 اسامیاں خالی ہیں۔ جن پر ضلعی حکومتوں کو اختیارات حاصل ہیں کہ وہ خالی اسامیوں پر کنٹریکٹ پر ڈینٹل سرجن بھرتی کر سکتے ہیں۔

(ب) موجودہ منظور شدہ تعداد کے ذریعے صوبہ میں عوام کو دانتوں کے علاج کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے اور اس بارے میں عوام کی طرف سے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔

(ج) موجودہ تعداد میں اضافے کا کوئی منصوبہ فی الحال زیر غور نہیں ہے۔ اس مقصد کے لئے بجٹ 05-2004 میں فی الحال کوئی رقم مختص کرنے کی سفارش نہیں کی گئی ہے۔

DHQ ہسپتال گوجرانوالہ، تعمیر،لاگت، گرانٹس اور خریداری ادویات کی تفصیل

*4806:لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال گوجرانوالہ کی تعمیر کب اور کتنی لاگت سے شروع ہوئی۔اب تک کتنے بلاک تعمیر ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی باقی ہیں نیز ان کی تعمیر کب تک مکمل ہو گی اور ان کی تعمیر کے لئے کتنی رقم درکار ہے؟

(ب) سال 2003 سے آج تک اس ہسپتال کو کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی ہے۔کیا یہ رقم اس ہسپتال کی ضروریات کے مطابق تھی؟

(ج) سال 2003 میں ڈاکٹروں کی منظور شدہ کتنی اسامیاں ہیں۔ کتنی خالی اور کتنی پُر ہیں۔ یہ خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(د) اس ہسپتال میں ڈاکٹروں کی منظور شدہ کتنی اسامیاں ہیں، کتنی خالی اور کتنی پُر ہیں، یہ خالی اسامیاں کب پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر صحت:

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال ابتدائی طور پر 1925 میں تعمیر کیا گیا۔اس کے بعد ضرورت کے مطابق مختلف بلاک تعمیر کر کے اس میں توسیع کی گئی جو کہ درج ذیل ہے:۔

(1) ان ڈور بلاک (شیشہ والا) 1970 میں تعمیر کیا گیا۔

(2) آؤٹ ڈور بلاک 1983 میں تعمیر کیا گیا۔

(3) ان ڈور بلاک (سرجیکل وارڈ) 1985 میں تعمیر کیا گیا۔

(4) نرسنگ / مڈوائفری مع ہوسٹل 1985 میں تعمیر کیا گیا۔

(5) انٹرنیز ہوسٹل 1986 میں تعمیر کیا گیا۔

(6) فزیوتھراپی یونٹ 1994 میں تعمیر کیا گیا۔

(7) ماڈرن آپریشن تھیٹر 1999 میں تعمیر کیا گیا۔

(8) کارڈیالوجی یونٹ 2003 میں مکمل ہوا اور ٹراما سنٹر (گراونڈ فلور) جس کی لاگت کا تخمینہ 19.958 ملین روپے ہے، ضلعی حکومت کے تعاون سے 2005 میں مکمل ہو چکا ہے۔ دومن

ہیلتھ پراجیکٹ کے تحت Maternal Health Unit جس کی لاگت 2.769 ملین ہے بھی مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) 04-2003 سے لے کر جنوری 2006 تک کے فنڈز کی تفصیل (Annexur-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ادویات جو 2003 سے آج تک فراہم کی گئی ہیں ان کی لسٹ (Annexure- B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ہسپتال میں ڈاکٹروں کی منظور شدہ اسامیاں 191 ہیں جن کی تفصیل (Annexure-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ خالی اسامیاں انشااللہ عنقریب پُر کر دی جائیں گی۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ، 2003 تاحال بھرتی کی تفصیل

*4807 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2003 سے آج تک ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں جتنے افراد بھرتی کئے گئے، ان کے نام، تعلیمی قابلیت، عہدہ، گریڈ اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ کا طریق کار نیز میرٹ بنانے والے افسران کا نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

(ج) ان میں سے جتنے افراد کو مخصوص کوٹا جات کے تحت بھرتی کیا گیا، ان کے نام، پتا اور جس جس کوٹا کے تحت بھرتی ہوئی، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) جتنے افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) سال 2003 سے جتنے افراد آج تک بھرتی کئے گئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا اور میرٹ کا طریق کار، میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے والے افسران کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درج ذیل افراد کی بھرتی مخصوص کوٹا کے تحت کی گئی۔

2003	محمد عارف ولد عبدالستار	لیب اٹنڈنٹ	گریڈ2	میٹرک	معذور کوٹا
	مقصود احمد ولد محمد دین	وارڈ سرونٹ	گریڈ1	میٹرک	فوتگی کوٹا
2005	سید آصف رضا نقوی ولد سید مراتب علی شاہ	ایکسرے اٹنڈنٹ	گریڈ2	میٹرک	فوتگی کوٹا
	تنویر احمد ولد پیراں دتہ	چوکیدار	گریڈ1	مڈل	فوتگی کوٹا
	شہباز محمود ولد جماعت علی	وارڈ سرونٹ	گریڈ1	مڈل	فوتگی کوٹا

(د) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

محکمہ صحت، یکم جنوری 2004 تاحال بھرتی کی تفصیل

*4844 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ صحت ضلع جھنگ میں گریڈ ایک سے دس تک بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، ولدیت، گریڈ، پتا جات، ڈومی سائل اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یہ بھرتی جس مجاز اتھارٹی نے کی ہے۔ اس کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ نیز میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں اشتہار کے بعد ہوئی ہے تو ان اخبارات کی نقل مع تاریخ بیان فرمائیں؟

(ہ) جن افراد کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام، ولدیت اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(و) کتنے بھرتی ہونے والے افراد کا تعلق تھانہ بھوانہ ضلع جھنگ سے ہے؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بھرتی ہونے والے افراد میں سے زیادہ تر کا تعلق تھانہ بھوانہ ضلع جھنگ سے ہے کیونکہ ڈی۔ ایچ۔ او جھنگ کا تعلق بھی اسی علاقہ سے ہے؟

(ح) اگر جز (و) اور (ز) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈی۔ ایچ۔ او کے خلاف قانونی

کارروائی کرنے اور ان کی طرف سے جاری کردہ بھرتی کینسل کر کے از سر نو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ان تمام ملازمین جو کہ گریڈ ایک سے دس تک بھرتی ہوئے ان کے مکمل کوائف کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ بھرتی ضلعی سلیکشن کمیٹی نے کی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	ڈاکٹر محمد افضل	DOH/EDO(H)	19
2	ڈاکٹر محمد اجمل احمدانی	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ DHQ ہسپتال جھنگ	19
3	ڈاکٹر طاہرہ شمیم	پرنسپل پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول جھنگ	18
4	مسز زہرہ پروین	پرنسپل جنرل نرسنگ سکول جھنگ	18

تاہم سلیکشن کمیٹی کی سلیکشن کے بعد درج بالا ملازمین جز (الف) کی تعیناتی کے آرڈر مندرجہ ذیل افسران نے کئے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	ڈاکٹر محمد افضل	DOH/EDO(H)	19
2	ڈاکٹر محمد اجمل احمدانی	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ DHQ ہسپتال جھنگ	19
3	ڈاکٹر طاہرہ شمیم	پرنسپل پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول جھنگ	18
4	مسز زہرہ پروین	پرنسپل جنرل نرسنگ سکول جھنگ	18

(ج) میرٹ لسٹ اور طریق کار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرٹ لسٹ مندرجہ ذیل افسران نے تیار کی جو کہ گورنمنٹ کی تشکیل کردہ ریکروٹمنٹ کمیٹی کے ممبران ہیں۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	ڈاکٹر محمد افضل DOH/EDO(H)	چیئرمین / سیکرٹری	19
2	حافظ محمد الیاس D.D.0 جھنگ	ممبر	19
3	محمد شفیق EDO(F&P)	ممبر	19
4	محمد انور شاہ، سیکشن آفیسر محکمہ صحت پنجاب لاہور	ممبر	17

(د) یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں اشتہار کے ذریعے ہوئی ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کوئی بھی فرد قواعد وضوابط میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(و) مندرجہ ذیل(5) پانچ افراد ہیں۔

نمبر شمار	نام	پتاجات	عہدہ
1	ثمینہ بی بی دختر عمر فاروق	عزیزآباد بھوانہ	LHV
2	محمد طارق جاوید ولد محمد نواز	نزد گرڈ سٹیشن بھوانہ	نائب قاصد (کوٹا برائے معذور افراد
3	عاصم رضا ولد محمد یار عاصم	عزیزآباد بھوانہ	نائب قاصد
4	حق نواز ولد سردار بخش	فتح علی تھانہ بھوانہ	خاکروب
	خالد حیات ولد غلام محمد	چک نمبر195 ج۔ب تھانہ بھوانہ	چوکیدار

(ز) یہ بالکل درست نہ ہے کہ بھرتی ہونے والے زیادہ تر افراد کا تعلق تھانہ بھوانہ سے ہے جبکہ بھرتی ہونے والے(94) خواتین وحضرات میں سے صرف درج بالا(5) افراد کا تعلق تھانہ بھوانہ سے ہے اور یہ بھی درست نہ ہے کہ DOH جھنگ کا تعلق تھانہ بھوانہ ضلع جھنگ سے ہے، حقیقتاً DOH جھنگ سیٹلائیٹ ٹاؤن چنیوٹ کے رہائش ہیں۔اس کو کنفرم کیا جاسکتا ہے۔

(ح) جز(و) اور(ز) کا جواب منفی میں ہے کیونکہ نہ تو قواعد وضوابط میں نرمی کی گئی ہے اور نہ ہی بھرتی ہونے والے افراد میں سے زیادہ تر کا تعلق تھانہ بھوانہ سے ہے بلکہ میرٹ پالیسی کو سختی سے لاگو کیا گیا۔اگر یہ بھرتی منسوخ کر دی گئی تو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا کیونکہ بھرتی ہونے والے افراد تقریباً2ماہ سے زائد عرصے کی سروسز محکمہ صحت کو دے چکے ہیں۔ متاثرین عدالتوں سے رجوع کریں گے۔ جس میں قانونی مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا اور اس طرح سے بے روزگاری میں مزید اضافہ ہوگا۔

نشتر ہسپتال ملتان، آؤٹ ڈور کی لفٹ کا مسئلہ

*4868 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں آؤٹ ڈور کی لفٹ کب سے خراب ہے؟

(ب) کیا معذور اور زیادہ بیمار مریضوں کو بالائی منزل پر قائم آؤٹ ڈور پہنچنے کے لئے کوئی متبادل انتظام کیا گیا ہے؟

(ج) یہ لفٹ کب تک ٹھیک ہو گی؟

وزیر صحت:

(الف) نشتر ہسپتال آؤٹ ڈور کی لفٹ پچھلے ایک سال سے خراب ہے۔

(ب) نئے ایمر جنسی وارڈ میں ramp کی provision رکھی گئی ہے۔ جس کی بالائی منزل پر قائم آؤٹ ڈور سے برج کے ذریعے سے منسلک کیا گیا ہے۔

(ج) لفٹ اب ٹھیک ہو گئی ہے۔

جنرل ہسپتال کوٹ خواجہ سعید، تعمیر، بیڈز، سالانہ اخراجات اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*4877 جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنرل ہسپتال کوٹ خواجہ سعید کب اور کتنے رقبے پر تعمیر کیا گیا۔اس کے سالانہ اخراجات کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) مذکورہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) مذکورہ ہسپتال میں کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ حکومت کب تک خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے کچھ رقبہ پر ناجائز قابضین کا قبضہ ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت اس رقبہ کی واگزاری کے لئے کیا کوشش کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) جنرل ہسپتال کوٹ خواجہ سعید 1992 میں تعمیر کر کے محکمہ صحت کے حوالے کیا گیا۔ ہسپتال کا کل رقبہ 91 کنال آٹھ مرلہ 6 سکوائر فٹ ہے اور تعمیری رقبہ 40 کنال تقریباً ہے، بقیہ پر ناجائز قبضہ ہے۔اس کے سالانہ اخراجات اس طرح ہیں:۔

تمام سٹاف کی سالانہ تنخواہ	14912347/-
سالانہ مرمت برائے بلڈنگ و مشینری، ٹرانسپورٹ	1237072/-
سالانہ بجلی، پانی، ادویات، ٹیلی فون و پٹرول وغیرہ وغیرہ	4213607/-
سالانہ ترقیاتی پروگرام	2525975/-

(ب) مذکورہ ہسپتال 125 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ج) مذکورہ ہسپتال میں اس وقت 12 اسامیاں جو کہ سکیل نمبر 17 اور 18 جس میں سپیشلسٹ بھی شامل ہیں۔

علاوہ ازیں سکیل 1 تا 5 اور سکیل 6 تا 11 کی کچھ اسامیاں خالی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہسپتال کی انتظامیہ نے آفسران بالا صوبائی حکومت پنجاب اور ضلعی حکومت لاہور کو اطلاعاً و ضروری کارروائی مراسلے ارسال کئے ہوئے ہیں اور وقتاً فوقتاً یاد دہانی بذریعہ خط و فیکس کرائی جاتی ہے۔

(د) جی ہاں۔ مذکورہ ہسپتال کے رقبہ 32 کنال تقریباً پر ناجائز قابضین کا قبضہ ہے۔ جس پر کچھ ناجائز قابضین نے عدالت سے رجوع کر کے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے اور سماعت ابھی جاری ہے۔اس سلسلہ میں ہسپتال انتظامیہ نے ضلعی گورنمنٹ سے رابطہ کیا ہوا ہے اور وقتاً فوقتاً بذریعہ خطوط یاد دہانی بھی کروائی جاتی ہے۔اس خط و کتابت کی وجہ سے زمین کا انتقال(Sale Deed) کے خسرہ جات کے مطابق کارپوریشن کے نام کر دیا گیا ہے اور اس کی نشاندہی(Demarcation) کے لئے EDO(R) اور E.S.R.O لاہور کینٹ سے رابطہ کیا ہوا ہے اور اسی سلسلہ میں متعلقہ تحصیلدار نے ہمراہ پٹواری کوٹ خواجہ سعید اور پٹواری کارپوریشن ہسپتال کا تفصیلی دورہ کیا ہے۔ مزید کارروائی جاری ہے۔

پی پی۔141 لاہور، ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، سٹاف، عمارات اور اسامیوں کی تفصیل

*4878 جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔141 لاہور میں کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم ہیں، ان میں تعینات ڈاکٹرز، لیڈی ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کے نام اور عہدہ کی مکمل تفصیل بیان کریں؟

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتوں میں کتنی کرائے پر اور کتنی محکمہ صحت کی ملکیت ہیں۔ الگ الگ تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان میں کتنے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں کتنی اسامیاں خالی ہیں نیز خالی اسامیاں حکومت کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) حلقہ پی پی۔141 میں سابقہ ایم۔ سی۔ ایل کے زیر انتظام ایک آئی ہسپتال اور 8 ڈسپنسریاں قائم ہیں۔ ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کے نام اور عہدہ کی تفصیل فلیگ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔141 میں صرف داتا نگر ڈسپنسری کی عمارت کرایہ پر ہے۔

(ج) تفصیل فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سر گنگا رام ہسپتال لاہور، لیڈی ڈاکٹرز و سٹاف نرسز کی منظور شدہ اور موجودہ تعداد اور دیگر مسائل

*4924 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سر گنگا رام ہسپتال لاہور میں خواتین ڈاکٹرز اور سٹاف نرسز کی منظور شدہ اور موجودہ تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں سٹاف نرسز کی بہت کمی ہے۔ کیا ہسپتال کی انتظامیہ نے یہ کمی پوری کرنے کی کبھی کوشش یا ڈیمانڈ کی ہے؟

(ج) مذکورہ ہسپتال میں کام کرنے والی تمام سٹاف نرسز کی سنیارٹی کا طریق کار کیا ہے۔ موجودہ سنیارٹی لسٹ فراہم کی جائے؟

(د) کیا حکومت سٹاف نرسز کی کمی پوری کرنے اوران کی سنیارٹی درست کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگرہاں توکب تک، نہیں تواس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ریگولر سٹاف نرسز کی منظور شدہ تعداد 189 ہے، جس میں سے 177 تعینات اور 11 خالی ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ یہ بات درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں سٹاف نرسز کی کمی ہے، جس کو پورا کرنے کے لئے بورڈآف ڈائریکٹرز سرگنگارام نے 50 اضافی چارج نرسز (علاوہ ریگولر نرسز کے) بذریعہ کنٹریکٹ پر بھرتی کا فیصلہ کیا جس میں سے 28 چارج نرسز نے حاضری دے دی ہے۔

(ج) مذکورہ ہسپتال کی چارج نرسز کی سنیارٹی باقی تمام ہسپتالوں کی چارج نرسز کے ساتھ پنجاب لیول پر ان کی تقرری کے حساب سے ترتیب دی جاتی ہے، یہ کام ڈائریکٹر جنرل نرسنگ کے دفتر میں سرانجام دیا جاتا ہے۔ سنیارٹی کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تقریباً ہر سال حکومت پنجاب کی اجازت ملنے کے بعد محکمہ صحت کے تحت سٹاف نرسز کی تقرریاں کی جاتی ہیں۔ اس وقت بھی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے خالی اسامیوں پر بھرتی جاری ہے۔ جی ہاں۔ سنیارٹی لسٹ باقاعدہ درست کی جاتی ہے، اس لئے سنیارٹی لسٹ کو تمام ہسپتالوں میں اعتراضات کے لئے بھیجا جاتا ہے اور اعتراضات وصول کرنے کے بعد اس کو نوٹیفائی کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی یعنی 2004 میں سنیارٹی لسٹ بنا کر تمام ہسپتالوں میں اعتراضات کے لئے بھیجی گئی اور لسٹ پر اعتراضات ختم کرنے کے بعد سنیارٹی لسٹ کو مئی 2004 میں پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں دوبارہ نوٹیفائی کر دیا گیا ہے۔

سرگنگارام ہسپتال لاہور، سٹاف نرسز کی تنخواہ سے ناجائز کٹوتی کی ادائیگی کا مسئلہ

*4925 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگنگارام ہسپتال لاہور کی تمام سٹاف نرسز کی مئی اور جون 2002 کی تنخواہ سے بغیر کسی نوٹس 2000 روپے سے لے کر 4500 روپے کٹوتی کی گئی نیز کیا یہ کٹوتی مڈوائفری الاؤنس کی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ سپریم کورٹ کے حکم مورخہ 25- مئی 2002اور محکمہ صحت کے لیٹر نمبری S-O(NC)2-1/92(S)P مورخہ 5- ستمبر 2002 کے تحت سابقہ ریکوری نہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ جناب وزیر صحت نے اسمبلی سوال نمبر 297 کے جواب میں واضح کیا تھا کہ جو غیر قانونی کٹوتی کی گئی ہے، فوراًواپس کی جائے گی لیکن آج تک کسی سٹاف نرس کو یہ ریکوری واپس نہ کی گئی ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ یہ ریکوری پنجاب کے باقی کسی ہسپتال میں نہ کی گئی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال کی تمام سٹاف نرسز جن کی کٹوتی غیر قانونی طور پر کی گئی، ادا کرنے اور ذمہ دار اہلکاران جو اس غیر قانونی کٹوتی میں ملوث ہیں یا جن اہلکاران نے عدالتی اور جناب وزیر صحت کے حکم کی پروانہ کرتے ہوئے ریکوری واپس نہ کی ہے ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) سٹاف نرسز کو گورنمنٹ کی طرف سے بحوالہ چٹھی نمبرSO(MCW)-10-32/70-III مورخہ 08-03-1982 کے تحت مڈوائفری ڈپلومہ کی مد میں دو پیشگی سالانہ ترقیاں دینے کا فیصلہ کیا گیا بعدازاں بمطابق گورنمنٹ نوٹیفکیشن نمبرFD.PP.12-3/97(PT-I) مورخہ 09-10-1999 کے تحت تمام سٹاف نرسز کو مڈوائفری کے ڈپلومہ کی مد میں ملنے والی پیشگی دو سالانہ ترقیاں وصولی کا نااہل قرار دیا گیا، مورخہ 21-10-1986 سے مزید یہ کہ دوران سال 1998-99 اور 1999-01 میں آڈٹ آفیسران نے بحوالہ لیٹر مورخہ 09-10-1999 سے دو سالانہ ترقیاں زیادہ وصول کرنے پر آڈٹ پیرے بنا دیئے اور یہ کہ اس عرصہ مورخہ 21-01-1986 تا 10/2001 زیادہ وصول کی گئی کل رقم -/Rs.63,73,025 بنتی ہے اور ہسپتال انتظامیہ کو اس رقم کو وصول کرنے کے لئے پی اے سی کمیٹی میں ڈرافٹ پیرا پیش کیا گیا، جس کی بناء پر ہسپتال انتظامیہ نے دورانیہ پانچ ماہ نومبر 2001 تا- مارچ 2002 موجودہ سٹاف نرسز سے 4/2002 میں مبلغ 2400 روپے فی نرس یکمشت رقم کی وصولی کی گئی اور اس کے بعد کوئی اور رقم کی کٹوتی نہ کی گئی ہے اور مزید اس کے

بعد یہ دو سالانہ ترقیاں بند کر دی گئی ہیں اور ان دو سالانہ ترقیوں کی رقم مارچ2002 تک تمام نرسز ماہانہ وصول کرتی رہی ہیں۔

(ب) ہسپتال انتظامیہ کو ہائی کورٹ کا فیصلہ مورخہ 22-05-2002 بحوالہ ڈائریکٹر جنرل نرسنگ پنجاب کا حکم نامہ مورخہ 21-06-2002 کو موصول ہوا تھا اور اس سے پہلے کٹوتی کی جا چکی تھی۔

(ج) جناب وزیر صحت کے حکم کے مطابق اب تک محکمہ کی طرف سے کٹوتی کی واپسی کا کوئی حکم نامہ وصول نہ ہوا ہے کہ تمام نرسز کو کٹوتی کی رقم واپس کی جائے۔

(د) معلوم نہیں۔

(ہ) ہسپتال انتظامیہ 22-05-2003 کو جاری ہونے والے ہائی کورٹ کے حکم نامہ سے پہلے جو رقم کی کٹوتی کر چکی تھی اور گورنمنٹ کی طرف سے رقم کی واپسی کے احکامات اگر جاری کئے گئے ہوں اور کوئی اہلکار گورنمنٹ کے احکامات پر عمل نہ کرتا ہوا پایا گیا تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

جناح ہسپتال لاہور ڈاکٹرز کی غفلت سے قیمتی جان کا ضیاع اور حکومتی اقدامات

*4927: رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 18-08-2003 کو جناح ہسپتال لاہور کی گائنی وارڈ نمبر 2 میں مسز فرحت اسحاق نامی مریضہ کو gastro-enterieties کے ساتھ داخل کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیس پیچیدہ ہونے کی بناء پر سینئر ڈاکٹرز نے مریضہ کو آپریشن کے لئے اگلے دن باقاعدہ آپریشن لسٹ میں شامل کرنے کا حکم دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بغیر کسی پروگرام وایمرجنسی کے جونیئر لیڈی ڈاکٹرز نے بغیر کسی وجہ کے 18-8-2003 کی شام کو بغیر کسی ضروری تیاری کے مریضہ کا آپریشن کر دیا اور مریضہ کی انتہائی تشویش ناک حالت میں آئی۔سی۔یو(ICU) میں شفٹ کر دیا۔ جہاں مریضہ 19-08-2003 کو انتقال کر گئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پیشہ وارانہ اور مجرمانہ غفلت کی مرتکب لیڈی ڈاکٹرز کے خلاف محکمانہ انکوائری کرواکر ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) جناح ہسپتال لاہور کی گائنی وارڈ نمبر2 میں مورخہ 14-08-2003 کو مسز فرحت اسحاق نامی مریضہ کو Gastro-enterie اور Full Term Pregnancy کے ساتھ داخل کیا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مریضہ کو اگلے دن یعنی 19-08-2003 کی elective لسٹ پر باقاعدہ آپریشن کے لئے رکھا گیا تھا۔

(ج) محکمانہ انکوائری میں متعلقہ ڈاکٹروں کی رپورٹ کے مطابق مریضہ کا 18-08-2003 کی شام foetal distress کی وجہ سے آپریشن کرنا پڑا۔ یہ درست ہے کہ مریضہ کو آپریشن کے بعد ICU میں شفٹ کیا گیا جہاں پر مریضہ اپنے مرض کی پیچیدگیوں کی وجہ سے باوجود ماہر طبی امداد مورخہ 21-08-2003 کو دن 3:40 پر انتقال کر گئی۔

(د) غفلت کی مرتکب لیڈی ڈاکٹرز پروفیسر ڈاکٹر فرخندہ شعیب پروفیسر آف Gynae Obstetrcies اور دوسروں کے خلاف محکمانہ انکوائری شروع ہو چکی ہے اور خوشنود اختر لاشاری (ACS) اس کیس میں انکوائری آفیسر مقرر ہوئے ہیں۔مزید برآں عرض ہے کہ ڈاکٹر فرخندہ شعیب کو علامہ اقبال میڈیکل کالج سے ٹرانسفر کیا جا چکا ہے۔

DHQ/ہسپتال گوجرانوالہ،2002 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4940: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک DHQ ہسپتال ضلع گوجرانوالہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا۔ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کرکے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) سال 2002 سے آج تک DHQ ہسپتال ضلع گوجرانوالہ میں 14 افراد بھرتی کئے گئے۔ ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا اور میرٹ کا طریق کار اور میرٹ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی، تمام افراد کو اخبار میں تشہیر کرکے بھرتی کی گئی۔ ان اخبارات کی کاپی مع نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ، 2002 تا حال، محکمہ صحت میں بھرتی کی تفصیل

*4941 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ صحت ضلع گوجرانوالہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کرکے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) سال 2002 سے آج تک محکمہ صحت ضلع گوجرانوالہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا اور میرٹ کا طریق کار اور میرٹ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام افراد کو اخبارات میں تشہیر کر کے بھرتی کیا گیا۔ ان اخبارات کی کاپی مع نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال لیہ، ڈاکٹرز کی بھرتی کا مسئلہ

*4978 مہر اعجاز احمد اچلانہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال لیہ میں دو سالہ کنٹریکٹ پر بھرتی شدہ ڈاکٹرز کی میعاد 16-اپریل 2004 کو ختم ہو چکی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو دوبارہ بھرتی کے لئے محکمہ صحت نے اشتہار اخبار اب تک کیوں نہیں دیا؟

وزیر صحت:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال لیہ میں بھرتی کئے گئے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کے دو سالہ کنٹریکٹ کی میعاد ختم ہو چکی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ دوبارہ بھرتی کے لئے اخبار میں اشتہار نہ دیا گیا ہے، محکمہ ہذا نے اس case کا بغور جائزہ لیا ہے، متعلقہ ضلعی گورنمنٹ کی سفارش اور کنٹریکٹ پر کام کرنے والے سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی سابق تسلی بخش کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی مدت ملازمت میں تین سالہ توسیع کے لئے

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو سمری بھیج دی ہے تاہم اس دوران محکمہ ہذا نے ای۔ڈی۔او ہیلتھ لیہ اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال لیہ کو مراسلہ مورخہ 13-04-2004 کو بھیجا ہے کہ جب تک وزیر اعلیٰ صاحب سمری پر کوئی فیصلہ نہیں دیتے اس وقت تک ان تمام ڈاکٹرز کو کام کرتے رہنے کی اجازت دی جائے۔

مندرجہ بالا سمری پر وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات موصول ہوتے ہی ضلعی حکومت کو مزید ہدایات جاری کر دی جائیں گی۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال جہلم، ایم۔ایس، اے۔ایم۔ایس اور ڈی۔ایم۔ایس کی اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیلات

*5018: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال جہلم میں ایم۔ایس، ایڈیشنل ایم۔ایس اور ڈپٹی ایم۔ایس کی منظور شدہ اور پر شدہ اسامیوں کی تعداد اور ان پر کام کرنے والے ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کو قواعد میں نرمی کر کے ان عہدہ پر تعینات کیا گیا ہے نیز قواعد میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے جن ملازمین کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی ہو رہی ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے ایک ہی جگہ پر کن وجوہات کی بناء پر کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کو سال 2002 سے آج تک تنخواہوں اور ٹی۔اے، ڈی۔اے کی مد میں جو ادائیگی کی گئی ہے، اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) مذکورہ ہسپتال میں (BS-20) کے ڈاکٹر محمد رشید جاوید ایم ایس تعینات ہیں۔ منظور شدہ پوسٹ ایک عدد ہے۔ مذکورہ ڈاکٹر کی تعلیمی قابلیت ایم بی بی ایس اور ڈی پی ایچ ہے۔ اے ایم ایس (BS-19) کی اسامی ایک عدد ہے جو کہ ابھی تک خالی ہے۔ ڈی ایم ایس کی چار اسامیاں ہیں جن پر درج ذیل

ڈاکٹر تعینات ہیں۔

نام	تعلیمی قابلیت	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی	تجربہ
ڈاکٹر ماہ جبین اسجد	MBBS,DGO,MCPS	ڈی ایم ایس	SMO BS-18	19-03-93 todate	14-01-1987
ڈاکٹر اعجاز احمد شیخ	MBBS,DCH	ڈی ایم ایس	MO BS-18	18-10-02 todate	17-02-1987
ڈاکٹر فیاض احمد ملک	MBBS	ڈی ایم ایس	SMO BS-18	18-10-02 todate	26-02-1983
ڈاکٹر شاہد تنویر	MBBS,MHM	ڈی ایم ایس	SMO BS-18	28-02-00	10-03-1998

(ب) کوئی نہیں۔

(ج) ڈاکٹر ماہ جبین اسجد ڈی ایم ایس (BS-18) کے خلاف انکوائری آرڈیننس 2000، پنجاب ریموول فرام سروس (سپیشل پاورز) کے تحت کارروائی ہو رہی ہے۔ اس میں (EDO(Health جہلم کو مورخہ 20-05-05 کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ تعیناتی انکوائری آفیسر اور (statement of allegations) کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام ملازمین عرصہ تین سال سے زیادہ ہو گئے ہیں ماسوائے ایم ایس کے۔

(ہ)

Year	Expenditure(Rs.)
2002-03 pay	14495040
T.A/D.A	149420
2003-04 pay	14419400
T.A/D.A	188599
2004-05 pay	152159154
T.A/D.A	136132

ضلع راولپنڈی، سرکاری ہسپتالوں، ڈاکٹرز کی مجموعی تعداد، خالی اسامیوں اور بیڈز کی تفصیلات

*5082 جناب محمد وقاص: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں اس وقت حکومت پنجاب کے تحت کتنے ہسپتال کن کن ناموں سے اور کن کن جگہوں پر واقع ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں میں تعینات ڈاکٹرز کی مجموعی تعداد کیا ہے؟

(ج) ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) ان تمام ہسپتالوں میں مجموعی طور پر کتنے بستروں کی گنجائش ہے؟

وزیر صحت

(الف) ضلع راولپنڈی میں حکومت پنجاب کے ہسپتالوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i) راولپنڈی جنرل ہسپتال، مری روڈ راولپنڈی

(ii) D.H.Q ہسپتال راولپنڈی

(iii) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی

(iv) سید محمد حسین گورنمنٹ ٹی بی سینیٹوریم سالمی ہسپتال مری

(v) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ٹیکسلا T.H.Q

(vi) گوجر خان

(vii) ٹی ایچ کیو ہسپتال مری

(viii) T.H.Q ہسپتال کہوٹہ

(ب) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی مجموعی تعداد 375 ہے۔

(ج) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی 60 اسامیاں خالی ہیں۔

(د) ان ہسپتالوں میں مجموعی طور پر 2007 بستروں کی گنجائش ہے۔

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 6 بج کر 13 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹی رجسٹریشن مصدرہ 2006 قانون نمبر 4 اور مسودہ قانون (ترمیم) دی بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن مصدرہ 2004 قانون نمبر 14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹری کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سید محمد رفیع الدین بخاری مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں ایوان میں پیش کریں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: میں

The Society Registration (Amendment) Bill 2006 (Bill No.4 of 2006) and The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill 2004, (Bill No. 14 of 2004) moved by Dr. Syed Waseem Akhtar MPA PP-271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بڑے اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ چاہوں گا اور میں پہلے بھی یہ پوائنٹ آؤٹ کر چکا ہوں۔ اب چونکہ بجٹ اجلاس آ رہا ہے آپ نے بجٹ represent کرنا ہے دیکھیں جب اس ہاؤس میں 80 ممبران تھے تو اس وقت بھی ممبروں کو budget speech کے لئے چار دن دیئے جاتے تھے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہوتا ہے کہ اس میں اپوزیشن اور حزب اقتدار کی کوئی قید و بند نہیں ہوتی۔ پہلے 80 ممبران ہوتے تھے اب اس وقت اس ہاؤس میں 371 ممبران ہیں اور اب بھی speech کے

لئے چار دن ہی ہوتے ہیں۔ میں نے یہ پہلے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اب بھی آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، میں ان سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ ممبران کو اس participation کے حق سے محروم نہ کریں کیونکہ بجٹ میں ہر ممبر participate کرنا چاہتا ہے اور صرف چار دن دینے سے ان کو حق نمائندگی سے محروم کیا جا رہا ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اس سے پچھلے سال بھی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا آج میں پھر پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں کہ اب جب budget debate کے لئے ممبروں کو اسی ratio سے کہ بیس ممبران ایک دن میں ہوتے ہیں ہمیں اس ratio میں وقت دیا جائے یہی میری گزارش ہے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ اس دفعہ جناب منسٹر صاحب اور آپ بھی کیونکہ آپ ہمارے Custodian ہیں You are the Speaker and you are the Chairman of the House ہماری کوئی problem ہو تو ہم آپ کو بیان کر سکتے ہیں اس لئے میں آپ سے بھی یہ توقع کرتا ہوں کہ "King is a person who makes history at every step" آپ یہ مہربانی کریں جہاں آپ نے ممبران کی باقی چیزوں اور مراعات میں اضافہ کیا ہے تو اس میں بھی اضافہ کریں اور یہ باب سنہری لفظوں میں لکھا جائے گا کہ آپ نے اس مسئلے کا حل کیا۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ کی سربراہی میں رولز آف پروسیجر کو ترمیم کرنے کے لئے کمیٹی بنی تھی بدقسمتی سے مصروفیات یا کس وجہ سے ایک دو میٹنگز کے بعد اس کی کوئی میٹنگ ہوئی اور نہ اس کا کوئی مزید نوٹیفکیشن جاری ہوا جو آپ کی سربراہی میں بنی تھی۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ شاہ صاحب نے بڑے ہی اہم point کی طرف توجہ دلائی ہے، رولز آف پروسیجر تو ممبران کے لئے ہوتے ہیں اور اس ہاؤس کو چلانے کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر اس ہاؤس کو چلانے کے لئے رولز میں تبدیلی کرنے کی ضرورت پڑے تو یہ کرنی چاہئے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جو کمیٹی آپ کی سربراہی میں بنی تھی اس کو مزید extend کر کے اگلے اجلاس کے ہونے تک اس کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کروائی جائے۔

پوائنٹ آف آرڈر
سید یوسف رضا گیلانی سابق سپیکر قومی اسمبلی کے ساتھ
سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل کا نامناسب رویہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سید یوسف رضا گیلانی جو سپیکر قومی اسمبلی رہ چکے ہیں وہ آج کل اڈیالہ جیل میں لوگوں کو نوکریاں دینے کے جرم میں قید کاٹ رہے ہیں، ان کو نیب کی عدالت سے سزا ہوئی ہے۔ وہاں جب سے نئے سپرنٹنڈنٹ جیل کوئی طارق بابر یا کیا نام ہے انہوں نے ان کے خلاف زیادتیوں کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ وہ بنیادی حقوق جو جیل مینوئل یا جیل رولز کے مطابق ان کو حاصل ہیں وہ ان کی بھی مسلسل پامالی کر رہا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں آئی جی جیل خانہ جات سے بھی ملاقات کی اور وزیر جیل کے نوٹس میں بھی یہ بات لایا ہوں۔ میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک دن رات کے دس بجے پچاس کے قریب اہلکار لے کر جہاں وہ بند تھے اس کمپاؤنڈ میں گھس گیا ان کی تمام چیزوں کی تلاشی لی، ان کی جیب سے جتنے پیسے تھے اور چیزیں تھی وہ نکال لیں وہ ڈائریاں اور کمپیوٹر اٹھا کر لے گیا۔ عدالت کی طرف سے جو ان کو سہولت مہیا ہیں جیسے ائر کولر ان کو عدالت کی طرف سے مہیا ہے وہ تمام سہولیات ان کو دینے سے انکاری ہے۔ آئی جی صاحب نے اس کو کہا ہے کہ ملاقات کا ٹائم صبح 9 بجے سے 4 بجے تک ہوتا ہے جو کوئی بھی ملاقات کرنے کے لئے جاتا ہے جن میں، میں بھی ایک عینی شاہد ہوں اور کئی ایم پی اے اور ایم این اے گئے ہیں وہ ان کو بارہ بجے تک دھوپ میں کھڑا رکھتا ہے اور ساڑھے بارہ بجے بلاتا ہے اور آدھ پون گھنٹے بعد آکر کہتا ہے کہ ملاقات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ میں خود راجہ بشارت صاحب کی مداخلت اور مہربانی کے ساتھ جا کر ان سے ملا جب ایک بجا تو اس نے مجھے بھی یہ کہا کہ آپ کی ملاقات کا وقت ختم ہو گیا ہے ہم نے اس سے جھگڑا نہیں کرنا تھا اس لئے میں واپس آگیا۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ کم از کم وہ شخص جو جیل کا نگران ہونے کے ساتھ ساتھ جیل رولز کی دھجیاں اڑا رہا ہے اس نے ملاقات پر بھی ناجائز پابندی لگائی ہوئی ہے وہ بنیادی سہولتیں جو ان کو عدالت کی

طرف سے مہیا تھیں اس نے وہ ساری لے لی ہیں اور ان کو مینٹل ٹارچر کرتا ہے۔ میں آپ کو آج کی مثال دیتا ہوں بیگم نسیم چودھری ایم این اے ہیں ان کی ٹانگوں میں تکلیف ہے وہ سیڑھی نہیں چڑھ سکتیں وہ آئیں اور انہوں نے سپر نٹنڈنٹ جیل سے request کی کہ kindly ان کو نیچے بلالیں یہاں کمرہ ہے میں ان سے کمرے میں ملاقات کر لیتی ہوں لیکن اس نے انکار کر دیا۔ وہ بیچاری اوپر گئی ہے تو اس کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یعنی ایم۔این۔ ایز اور ایم۔پی۔ ایز جب ان سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں، آئی۔جی صاحب نے ان کو کہا کہ بھئی! تم نے اتنا ان کے اوپر حملہ کیوں کیا، ان کی بارک پر ہلہ کیوں بولا؟ تو اس نے کہا کہ جی، security purpose ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ سید یوسف رضا گیلانی ایک ایسے قیدی ہیں کہ جن کے متعلق اپوزیشن پارٹیوں کے ساتھ ساتھ شجاعت حسین اور مشاہد نے جو مسلم لیگ (ق) کی پارٹی کے سربراہ اور سیکرٹری جنرل ہیں انھوں نے کئی مرتبہ اخباروں میں بیان دیا ہے کہ سید یوسف رضا گیلانی سیاسی قیدی ہیں اور انہوں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ نوکریاں دینا کوئی جرم نہیں ہے۔ چلو ٹھیک ہے، قانونی عدالتیں اور سیاسی معاملات چل رہے ہیں لیکن یہ ہے کہ سپر نٹنڈنٹ جیل کا ملاقاتیوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو رویہ ہے، جیسے جب بھی وہ آتے ہیں یا جب بھی وہ جاتے ہیں ان کی ساری تلاشی کا اس نے حکم دیا ہوا ہے، وہ loose talk کرتا ہے۔ دیگر بھی کئی معاملات ہیں مثلاً وہ اگر چیک اپ کے لئے ہسپتال کے اندر کمپاؤنڈ میں جانا چاہیں تو ان کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ جو اے کلاس کے قیدیوں کو مہیا ہوتی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا بڑا simple question ہے۔ ان کی جیل کی جو بھی formalities ہیں، keeping apart اصل issue یہ ہے کہ کورٹس نے ان کو جو سہولتیں دی ہیں کیا آپ ایک ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے ان کو ختم کر سکتے ہیں؟ اس پر لاء منسٹر صاحب وضاحت کر دیں کہ ان کو جو سہولتیں ہیں مثلاً کولر کی ہے، دوائی کی ہے وہ کیسے withdraw ہو گئی ہیں اس پر ذرا یہ وضاحت کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہوں گا لیکن صدیقی صاحب جن خدشات کا اظہار کر رہے تھے وہ صرف ایک سپر نٹنڈنٹ جیل کے رویے کے متعلق فرما رہے تھے اور اس سے پہلے کبھی انھوں نے یہ بات نہیں کی۔ آج ہی میری اور ان کی بات ہوئی ہے اور ابھی ہاؤس میں یہ فرما رہے ہیں کہ سپر نٹنڈنٹ جیل کا رویہ مناسب نہیں ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں باقاعدہ ہم

دیکھیں گے اور اس بات کی تحقیق کی جائے گی کہ اگر اس کا اس قسم کا رویہ ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جس طرح رانا آفتاب صاحب نے فرمایا کہ سہولیات، میں صرف آج کی بات بتاتا ہوں کہ قواعد و ضوابط سے ہٹ کر آج وزیر اعلیٰ پنجاب نے سید یوسف رضا گیلانی صاحب کی پوری فیملی کو اور ابھی میں نے ذاتی طور پر فون کیا ہے اور صدیقی صاحب کے سامنے کیا ہے، آج ہم نے ان کی کل کی ملاقات کے لئے کہا ہے، انھوں نے فرمایا ہے کہ چونکہ ان کی کل birth day ہے تو ملاقات کی اجازت ہونی چاہئے، وزیر اعلیٰ پنجاب نے بغیر کسی تامل کے پوری فیملی کو اور ان کی خالہ تک اور میں نے تو اپنے بھائی کو بھی چونکہ انھوں نے بھی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ یہ بھی جانا چاہتے ہیں تو میں نے ان کو بھی کہا تھا کہ اگر آپ بھی جانا چاہتے ہیں تو ملاقات کریں۔ جہاں تک ہم facilitate کر سکتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہر حالت میں کریں گے، عدالت کے جو احکامات ہیں ان پر بھی عملدرآمد ہو گا، وزیر اعلیٰ پنجاب کے نوٹس میں صرف ایک بات آئی تھی کہ lap top ان سے واپس لے لیا گیا ہے لیکن آج مجھے خود وزیر اعلیٰ پنجاب نے بتایا ہے کہ ان کی خصوصی ہدایت پر وہ بھی واپس ہو چکا ہے تو جہاں کہیں اگر اس قسم کی کوئی بات یہ ہمارے نوٹس میں لائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس پر کارروائی کی جائے گی اور یہ ایک غلط قسم کا تاثر political victimization کا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ آپ جو حکم دیتے ہیں قواعد و ضوابط سے ہٹ کر بھی، اس سے آگے جا کر بھی ہم آپ کو accommodate کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آپ جیل مینوئل کے مطابق ملاقات کرائیں، سپیشل اجازت دے دیں مگر اسی طرح جب ان کو عدالت نے سہولتیں دی تھیں تو وہ کس ایگزیکٹو آرڈر کے تحت withdraw کی گئی تھیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کس نے withdraw کی ہیں؟ withdrawal order دیں تاکہ ہم بات آگے بڑھا سکیں۔ کس نے withdraw کی ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: آپ نے دیکھا ہے کہ سب چیزیں ان سے withdraw ہو گئی تھیں، ان کے کمپیوٹر کی جو disks تھیں، ان کی books تھیں اور لکھنے کا جو میٹیریل تھا وہ انھوں نے ان سے لے لیا تھا، تب ہی یہ بات بنی تھی۔ اب آپ نے یہ assurance دی ہے کہ ان کی جو facilities according to the court ہیں اور جیسے منسٹر صاحب نے کہا ہے. We are happy that we must respect each other کہ وہ

آپ کے سپیکر رہے ہیں، Acting President of Pakistan رہے ہیں اور یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ جس آدمی کو انھوں نے recruit کیا ہے وہ گریڈ 20 میں چلا گیا ہے اور جس نے نوکری دی ہے وہ behind the bars ہے، just politically to victimize an harassment and all that.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ political victimization نہیں ہے۔ میں اپنے بھائی کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کسی ایگزیکٹو آرڈرز کے تحت جیل میں نہیں ہیں۔ ان کو باقاعدہ عدالت سے سزا ہوئی ہے۔ وہ سزا کاٹ رہے ہیں۔ یہ عدالتی فیصلہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: یہ آپ دیکھیں کہ کل کو آپ کے ساتھ بھی یہ ہو سکتا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے، وسیم سجاد صاحب بھی رہے ہیں، انھوں نے بھی سینیٹ کے چیئرمین کی حیثیت سے purchasing کی ہے۔ ان سے تو کسی نے نہیں پوچھا ہے کہ آپ نے تیس تیس کروڑ روپے کی گاڑیاں لے لی ہیں۔ کل کو آپ کو بھی پوچھ سکتے ہیں۔ ایک ایسا اسمبلی کا بجٹ ہے Which is not auditable اس کو آپ چیلنج نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر انھوں نے کیا ہے، کوئی ایسی embazzlement، کوئی چیز ان کے خلاف نہیں ملی ہے تو آپ نے ایک ایسا fabricated case کورٹ میں بھیجا ہے جس پر ان کو سزا دی گئی ہے اور آپ کو بھی پتا ہے۔ اگر honest to God آپ بتائیں کہ کیا کوئی یہ گناہ تھا کہ جس پر ان کو سزا دی گئی ہے؟ کورٹ کا معاملہ جب آتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ matter subjudice ہے اس کو آپ discuss نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Anyhow، آپ کی جو اصل پوزیشن تھی اس کے بارے میں لاء منسٹر صاحب نے وضاحت کر دی ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کی وضاحت کے بعد آپ کو بھی مطمئن ہونا چاہئے۔ میں اس بات سے متفق ہوں کہ ایک آدمی جو سپیکر رہا ہو اور قائم مقام صدر رہا ہو، لامحالہ اگر کسی شخص نے ان کی ذاتی طور پر وہاں جیل میں توہین کی ہے تو اس کا ضرور نوٹس لیا جائے۔ باقی جیسے انھوں نے وضاحت کی ہے تو اس وضاحت میں یہ واضح ہو گیا ہے کہ گورنمنٹ کی کوئی ایسی پالیسی نہیں۔ اگر کسی آدمی نے ذاتی طور پر کوئی ایسی حرکت کی ہو تو اس کے بارے وہ انکوائری کرائیں گے اور اگر وہ واقعی ثابت ہو جائے تو وہ میں بھی کہوں گا کہ ایسے لوگوں کو اس چیز سے باز رکھنا چاہئے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! 3۔جون کو آئی۔جی جیل خانہ جات کی سٹیٹمنٹ آئی ہے کہ ہم prisoners کی ملاقاتیں 9 بجے کروائیں گے۔ میں صبح اخبار میں یہ پڑھ کر جیل میں ملاقات کے لئے چلا گیا

تو میں وہاں دو گھنٹے تک ہاؤس کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے ٹھہرا رہا اور دو گھنٹے میں بیٹھنے کے لئے مجھے وہاں پر کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ یہ جون کا مہینہ ہے اور میں دو گھنٹے تک وہاں پر کھڑا رہا۔ اس پر میری تحریک استحقاق آ رہی ہے۔ جس دن یہ سٹیٹمنٹ آئی۔ جی جیل خانہ جات کی آئی ہے اس دن 11 بجے میری سپرنٹنڈنٹ جیل سے ملاقات ہوئی اور سپرنٹنڈنٹ جیل نے کہا کہ یار وہ 12 بجے تو اٹھتے ہیں، ایک دو بجے وہ آتے ہیں، آپ کو اور بھی کام ہوں گے۔ میں نے کہا سپرنٹنڈنٹ صاحب! میں کوٹ ادو سے آیا ہوں تو میں ملاقات کرنے کے لئے آیا ہوں، مجھے اور کوئی کام نہیں ہے۔ اس حیل وحجت کے بعد انھوں نے ایک رکن اسمبلی کی ملاقات کرائی ہے۔ آپ اس سے اندازہ کریں کہ وہ عام لوگوں کی ملاقاتیں کس طرح کرواتے ہوں گے؟

جناب سپیکر! باقی راجہ صاحب جو کیس کی بات کرتے ہیں تو ان پر الزام یہ ہے کہ انھوں نے اسمبلی کے اندر recruitment کی ہے یا تو وہ recruitments انھوں نے ضرورت سے زائد کی ہیں یا پھر recruit انھوں نے نااہل لوگوں کو کیا ہے۔ انھوں نے تو تین سال وہ recruitment رکھی ہے اور اس کے بعد دس سال گزر گئے ہیں ایک بھی فرد کو زائد سمجھ کر نہیں نکالا گیا۔ اگر وہ تین سال ان کی recruitment کی وجہ سے ہمارے خزانے سے زائد رقم گئی ہے تو دس سال میں تو اسی زائد عملے کو ہمارے موجودہ سپیکر اور موجودہ گورنمنٹ جو ہے انہیں تنخواہیں دے رہی ہے۔ دوسرا issue یہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے نااہل لوگوں کو بھرتی کیا ہو۔ موجودہ سپیکر اور گورنمنٹ نے تمام کے تمام افراد کو promote کیا ہے۔ یقین کیجئے کہ recruitment میں نااہل لوگوں کو لے کر آنا یہ چھوٹی غلطی ہے جتنی کہ recruitment کے بعد لوگوں کو promote کرنا ہے۔ اگر انھوں نے recruitment زائد کی ہے یا recruitment نااہل لوگوں کی، کی ہے تو پھر موجودہ سپیکر کو بھی جیل کے اندر ہونا چاہئے۔ اگر آپ کیس کی بات کرتے ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ غلط بات کرتے ہیں۔ This is no way. آپ اپنے point پر رہیں۔ دیکھیں ناں۔ You should not discuss the Speaker as such. آپ یہ بات غلط کر رہے ہیں۔ Speaker is honourable. آپ یہ بات غلط کر رہے ہیں۔ آپ کی جو بات صحیح تھی وہ میں نے allow کر دی ہے۔

I will not allow this. This is the degradetion of the office of the Speaker. I will not allow this. Please sit down.

دیکھیں! جو بات تھی وہ آپ نے کی ہے اور اس کا لاء منسٹر صاحب نے جواب بھی دے دیا ہے۔ انھوں نے وضاحت کی ہے کہ گورنمنٹ اس میں victimization نہیں کر رہی۔ اگر ان کو سزا ہوئی ہے تو وہ ہائیکورٹ سے ہوئی ہے۔.Appeal is lying with the Supreme Court اگر سپریم کورٹ نے ان کو بری الذمہ قرار دیا تو انشاء اللہ وہ باعزت بری ہو جائیں گے لیکن اگر کسی آدمی نے ذاتی طور پر ان سے زیادتی کی ہے تو وہ میں نے پہلے ہی لاء منسٹر صاحب سے کہا ہے کہ جو سپیکر رہے ہیں اور قائم مقام صدر رہے ہیں کم از کم اس آدمی کو ان کے ساتھ کوئی ایسی ذاتی طور پر زیادتی نہیں کرنی چاہئے۔ اس کی وہ انکوائری کروالیں گے۔ میں ایک particular بات کر رہا ہوں، جو میں نے کہہ دی ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ پانچ سال سے جیل میں ہیں۔ اب جو ان کے vision میں ہے وہ اس کو عوام تک لانا چاہتے ہیں۔ وہ مواد ان سے لے لیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب دیکھیں ناں کہ اگر ہائی کورٹ نے ایک decision دے دیا ہے تو اسمبلی اس کو undo نہیں کر سکتی۔ اس کو سپریم کورٹ ہی undo کر سکتی ہے۔

بجٹ پر بحث کے لئے مختص ایام میں اضافہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے budget speech کے حوالے سے point اٹھایا تھا اس بارے میں وزیر قانون صاحب وضاحت فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ budget speech کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ انھوں نے پہلے بھی کہا تھا کہ جب ممبران کی تعداد 80 تھی تو اس وقت بھی چار دن بحث کے لئے دیئے جاتے تھے اب ممبران کی تعداد 371 ہے اور اب بھی چار دن ہی رکھے ہوئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر چیز کا ایک مناسب وقت ہوتا ہے۔ جب ہم ہاؤس کے بزنس سے متعلقہ امور طے کر رہے تھے تو محترم ممبر وہاں تشریف لاتے اور یہ مطالبہ کرتے کہ چار کی بجائے پانچ دن کر دیئے جائیں تو اس پر بات ہو سکتی تھی۔ اب جبکہ اپوزیشن کے ساتھ مل بیٹھ کر ہم نے شیڈول طے کر لیا ہے اور ہاؤس میں آکر معزز رکن یہ کہہ دیں کہ چار کی بجائے پانچ دن ہونے چاہئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ ہر چیز کے لئے ایک proper forum ہوتا ہے۔ وہیں بیٹھ کر یہ باتیں

طے کی جاتی ہیں۔ ہم نے آپ سے request کی تھی کہ اس میں تشریف لائیں۔ وہاں آپ کے نمائندے موجود تھے ان کی موجودگی میں شیڈول طے ہوا ہے، تاریخیں طے ہوئی ہیں، بزنس طے ہوا ہے پھر اس بات کو دوبارہ ہاؤس میں آکر اٹھانا میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: میں بڑے احترام کے ساتھ کہوں گا کہ راجہ صاحب اس وقت حزب اقتدار میں ہیں۔ ہمارے پاس یہی فورم ہے۔ اسی اسمبلی میں ہم نے آکر بات کرنی ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہاں پر آپ کی لیڈر شپ موجود تھی۔ گزارش یہ ہے کہ ہر چیز کا ایک طریق کار ہوتا ہے، یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب راجہ صاحب! میں نے آپ کی بات تحمل سے سنی ہے اب آپ بھی میری بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ ہر چیز کا ایک طریق کار ہوتا ہے اور وہی ایک مناسب فورم تھا کہ جہاں پر بیٹھ کر ہم یہ بات طے کر سکتے تھے۔ دوسرا فورم وہ ہے جو ارشد محمود بگو صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کمیٹی نے رولز اینڈ پروسیجر میں ترامیم تجویز کرنی ہیں تو یہی دونوں فورمز ہیں جن پر اس بات کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ اب جبکہ آپ کے قائدین وہاں پر موجود تھے، آپ کے پارلیمانی لیڈر صاحبان وہاں پر موجود تھے ان کی موجودگی میں معاملات طے ہوئے ہیں تو اس مسئلہ کو پھر نئے سرے اٹھانا مناسب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! جیسا کہ ارشد محمود بگو صاحب نے point out کیا ہے میری چیئرمین شپ میں ایک کمیٹی بنی ہوئی تھی۔ سپیکر صاحب نے ہمیں کہا تھا کہ آپ رولز اینڈ بزنس کو اس کمیٹی میں discuss کریں۔ اس میں ہم نے سیر حاصل بحث کی ہے اور کافی زیادہ ترامیم ہم نے تجویز کی ہیں۔ اب وہ ترامیم ہم نے جناب سپیکر صاحب کو put up کی ہیں۔ انھوں نے محکمہ قانون کو بھجوائی ہیں جیسے ہی وہ vet ہو کر آتیں ہیں انھیں زیر غور لایا جائے گا۔ ان ترامیم میں آپ کی رائے بھی شامل ہے۔ اس میں کیلنڈر بھی ہے اور دوسری بہت سی چیزیں ہیں۔ ان ترامیم کے منظور ہونے سے بہت بہتری ہو جائے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: میں نے آپ سے درخواست کی ہے۔ اس پر راجہ صاحب بات کر رہے تھے۔ جناب والا! ارباب اقتدار کو کسی دوسرے کی بات اچھی نہیں لگتی۔ صرف اپنی ہی بات اچھی لگتی ہے، اپنی ہی آواز

بڑی خوش کن اور سحر انگیز لگتی ہے، دوسروں کی بات اچھی نہیں لگتی۔ بات یہ ہے کہ میں نے اس بات کو پچھلے سال بھی point out کیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ I am not a member of that Committee میں نے پچھلے سال بھی یہی بات point out کی تھی۔ ساہی صاحب یہاں پر موجود تھے۔ اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا۔ جب کوئی بھی غلط بات ہو تو ہر ممبر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کو آپ کے نوٹس میں لائے۔ اس میں صرف میری ذات کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ سب ممبران کا مسئلہ ہے۔ حکومتی بنچز اور حزب اختلاف کے بنچز پر بیٹھے ہوئے تمام ممبران کا یہ مسئلہ ہے۔ آپ خود سوچیں کہ 371 ممبران کے لئے چار دن میں کس طریقے سے participation کرنا ممکن ہے یہ ایک طریقے سے ممبران کے خلاف سازش ہے۔ ان کو حق نمائندگی سے محروم کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ آپ صرف چار دن میں بجٹ پر بحث کریں۔ آپ حزب اختلاف کو چھوڑ دیں، مجھے بتائیں کہ چار دن میں آپ حزب اقتدار کے ممبران کو کیسے ٹائم دے سکتے ہیں؟ بجٹ میں ہر ممبر کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے علاقے کے مسائل بیان کرے۔ گو اس پر کچھ عمل ہوتا ہے یا نہیں ہوتا. That is another issue مگر وہ اپنے مسائل point out کر کے اپنے حلقے کی عوام کے سامنے کم از کم سرخرو تو ہو جاتا ہے۔ تو ہمیں یہ اس حق سے بھی محروم کر رہے ہیں۔ ابھی تو بجٹ نہیں آیا لہذا اس بابت اب بھی ترمیم ہو سکتی ہے۔ میں نے پچھلے سال اور اس سے پہلے بھی یہ point out کیا تھا۔ آج پھر میں نے آپ سے درخواست کی ہے۔ You are the Custodian of this House. مجھے امید ہے کہ آپ اس مسئلے کو حل کریں گے۔

جناب والا! ارباب اختیار کی سخاوت وہ ہوتی ہے جو بن مانگے دی جائے اگر کہا جائے اور پھر بھی نہ ملے تو اسے کنجوسی کہتے ہیں۔ لہذا ان کو کنجوسی کا شاہکار نہیں بننا چاہئے بلکہ اپنی سخاوت دکھانی چاہئے تاکہ ممبران بجٹ میں participate کرنے کے حق سے محروم نہ ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! جیسے آپ فراخ دل ہیں اسی طرح یہ ہاؤس بھی فراخ دل ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! رولز میں ترامیم کے حوالے سے جو آپ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے میری درخواست یہ ہے کہ شاہ صاحب کو بھی اس کمیٹی میں بطور ممبر شامل کیا جائے تاکہ وہ اپنی تمام تجاویز دے دیں۔ اس بات کے یہی محرک ہیں، پہلے بھی یہ point out کرتے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ اب رپورٹ جناب سپیکر صاحب کے پاس پہنچ چکی ہے۔ جب سپیکر صاحب آئیں گے تو پھر ان سے اس بارے میں عرض کریں گے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کل مری میں 11/12 پارلیمنٹیرین گئے۔ وہاں میثاق جمہوریت کے حوالے سے ایک فنکشن تھا۔ جس میں امین فہیم، راجہ پرویز اشرف، ایم این ایز، قائد حزب اختلاف، بابرا عوان صاحب اور میں بھی شامل تھا۔ وہاں پر میثاق جمہوریت کے حوالے سے جلسہ ہوا اور مقامی انتظامیہ نے حکومت کے ایماء پر ان ممبران کے خلاف فوجداری مقدمہ درج کیا جو کہ 148/149 کے تحت درج ہوا ہے۔ اس ایف آئی آر میں الزامات یہ لگائے گئے ہیں کہ یہ لوگ ملک میں بیروزگاری، مہنگائی، جمہوریت کی بحالی کے حوالے سے حکومت پر تنقید کر رہے تھے۔ یہ تنقید تو ہم یہاں ہاؤس میں بھی کرتے ہیں۔ حکومت پر تنقید کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ اپوزیشن کا تو کام ہی یہی ہے کہ حکومت پر تنقید کر کے اس کی رہنمائی کی جائے۔ جمہوریت کے حوالے سے جو ایک بہت بڑا accord sign ہوا ہے پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ میں 1973 کے آئین کے بعد دو بڑی سیاسی قوتوں کے درمیان یہ دوسری بڑی دستاویز پر دستخط کئے گئے ہیں۔ اس حوالے سے کل سینیٹ کے چیئرمین نے بھی نوٹس لیا اور انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم معلوم کریں گے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ میری آپ سے بھی گزارش ہے کہ وہاں پر ممبران پارلیمنٹ تھے جن میں قائد حزب اختلاف اور میں خود بھی موجود تھا۔ ہمارے خلاف غلط الزامات کے تحت جھوٹی ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ ہاں وہاں پر جمہوریت کے حوالے سے نعرے ضرور لگائے گئے ہیں جو کہ زوردار اور گونجدار تھے کہ حکومت اور انتظامیہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ فائرنگ ہے۔ یہ بالکل بے بنیاد الزام ہے۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ راجہ بشارت صاحب اس بابت وضاحت کریں کہ ان 12 پارلیمنٹیرین کے خلاف جھوٹی ایف آئی آر کیوں درج کی گئی ہے، آیا وہ اس کو واپس لیتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں غیر جانبدار طریقے سے انکوائری کروائی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے بھائی جس طرح فرما رہے ہیں یہ غلط ہے ایسا نہیں ہوا۔ ہم verify کر رہے ہیں۔ آج تھوڑی دیر بعد ہمیں اس حوالے سے رپورٹ مل جائے گی۔ میری اطلاع کے مطابق صرف اور صرف فائرنگ کے حوالے سے ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ میرے بھائی خود یہ فرما

رہے ہیں کہ نعروں کی گونج کو فائرنگ سمجھ لیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی اتنا پاگل نہیں ہوتا، نعرے اور فائرنگ میں فرق ہوتا ہے۔ لہذا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہاں پر کی گئی تقاریر کے حوالے سے کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہوگی، جلسے کے حوالے سے کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی لیکن اگر فائرنگ ہوئی ہے تو پھر کارروائی ضرور ہوگی۔ بہرحال political activities کے حوالے سے قطعی طور پر کوئی مقدمہ قائم کیا گیا ہے اور نہ ہی اس میں آگے پیشرفت ہوگی لیکن اگر فائرنگ ہوئی ہے اور اس کے گواہان موجود ہیں تو پھر کارروائی ہوگی۔ میں اپنے بھائی سے بھی بات کرلوں گا، میرے پاس ایف آئی آر آنے دیں تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لوں گا۔ میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ political activities کے حوالے سے کسی کو victimize نہیں کیا جائے گا ہاں اگر فائرنگ ہوئی ہے تو پھر کارروائی ضرور ہوگی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایف آئی آر نمبر 189، اصغر علی SI نے درج کی ہے جس میں 337H1/148,149 کے تحت دفعات لگائی گئیں۔ جن میں سارے ممبران کے نام بھی شامل ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ راجہ صاحب بھی جلسے کرتے ہیں، باقی لوگ بھی جلسے کرتے ہیں ان کے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ ہمارے خلاف صرف ایف آئی آر کاٹی گئی کیا یہ سیاسی انتقام نہیں تو پھر ایف آئی آر کاٹنے کا مقصد کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں کہ کسی political activities کے حوالے سے کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی لیکن اگر فائرنگ ہوئی ہے تو وہ ایک علیحدہ issue ہوگا۔ میں صرف فائرنگ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ آپ حلفاً یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ فائرنگ نہیں ہوئی۔ آپ حلفاً کہہ دیں کہ وہاں فائرنگ نہیں ہوئی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): اگر وہاں پٹاخے چلے ہیں تو اسے فائرنگ تو نہ بنائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہاں فائرنگ ہوئی ہے اور صرف فائرنگ کی ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ یہ وہاں موجود تھے اگر یہ حلفاً کہہ دیں تو میں ان کی بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔ یہ تو جھوٹ بول رہے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): انھوں نے مخدوم امین فہیم، راجہ پرویز اور دوسرے پارلیمنٹیرین کے خلاف ایف آئی آر کاٹی۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پھر دہرا دیتا ہوں کہ ہم کسی بھی سیاسی رہنما کے خلاف political victimization نہیں کریں گے لیکن فائرنگ والوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہمارے لئے سب سیاسی رہنما قابل احترام ہیں اور کسی کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں ہو گی لیکن فائرنگ کرنے والوں کے خلاف ضرور کارروائی ہو گی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! ان میں قائد حزب اختلاف قاسم ضیاء، امین فہیم، راجہ پرویز، مہرین راجہ، فوزیہ حبیب، بابر اعوان، سیلم حسنین ہیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک آدمی نے ایک پٹاخہ تک نہیں چلایا اور وہاں پر کوئی فائرنگ نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! لا منسٹر صاحب آپ کی حد تک کہتے ہیں کہ کوئی ایسی بات نہیں ہو گی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری گزارش ہے کہ وہ ایف آئی آر واپس لی جائے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ انھوں نے ایک پٹاخہ بھی نہیں چلایا لہذا وہ ایف آئی آر کینسل کی جائے۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، اب میں محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کو مجلس قائمہ برائے دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے لئے کہوں گا۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب لوکل گورنمنٹ مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! میں

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 (Bill No 5 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش

کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری جاوید احمد صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب، قانون نمبر 27 مصدرہ 2004، مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب قانون نمبر 28 مصدرہ 2004 اور مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب، قانون نمبر 3 مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں

1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2004 (Bill No. 27 of 2004) moved by Rana Sana Ullah Khan.
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2004 (Bill No.28 of 2004) moved by Mrs. Shaheena Asad sahiba.
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2005 (Bill No. 3 of 2005) moved by Rana Sana Ullah Khan.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: ملک نذر فرید کھوکھر مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

تحاریک استحقاقات کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر 5 بابت سال 2003 پیش کردہ جناب جہانزیب امتیاز گل ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 53 بابت سال 2004 پیش کردہ جناب فیصل حیات جبوآنہ ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 60 بابت سال 2004 پیش کردہ سید محمد رفیع الدین بخاری ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 53 بابت سال 2005 پیش کردہ جناب محمد آجاسم شریف ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 55 بابت سال 2005 پیش کردہ مہر اشتیاق احمد ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 59 بابت سال 2005 پیش کردہ بابو نفیس احمد انصاری ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 13 بابت سال 2006 پیش کردہ ملک جلال الدین ڈھکو ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 56 بابت سال 2006 پیش کردہ سید محمد رفیع الدین بخاری ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 62 بابت سال 2006 پیش کردہ ملک جلال الدین ڈھکو ایم پی اے اور تحریک استحقاق نمبر 66 بابت سال 2006 پیش کردہ جناب محمد وقاص ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم Call Attention Notice take up کرتے ہیں۔ First one is from Rana Aftab Ahmad Khan - 662

صادق آباد پولیس کے ہاتھوں دو بے گناہ شہریوں کا قتل

رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 19۔مئی 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق صادق آباد ٹول پلازہ سے اے ایس پی صادق آباد نے شہزاد ٹیپو اور نوید انجم کو صادق آباد جاتے ہوئے گرفتار کر لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں کو گرفتار کرنے کے بعد پولیس نے اے ایس پی صادق آباد کے حکم پر احمد پور لمہ روڈ پر ایک بھٹہ کے قریب ان کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس جعلی پولیس مقابلہ کی ایک اخباری فوٹو گرافر نے تصویریں بھی بنائیں جو کہ اس اخبار کے صفحہ اول پر شائع ہوئیں جس میں مقتولین کو پولیس کی منتیں کرتے ہوئے دکھایا گیا اور ان کو گولیاں مارنے سے منع کرتے ہوئے بھی دکھایا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس اس جعلی مقابلہ کے گواہان کو تنگ کر رہی ہے اور ان کو بھی بیان نہ بدلنے پر قتل کی دھمکیاں دے رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس جعلی پولیس مقابلہ کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کروانے اور اس کے ذمہ دار اے ایس پی صادق آباد اور دیگر پولیس ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ایس پی صادق آباد نے شہزاد ٹیپو اور نوید انجم کو صادق آباد جاتے ہوئے گرفتار نہ کیا بلکہ انھیں ناکے پر روکا گیا تھا وہ ایک کار جس کا نمبر FSK 5577 برنگ مٹیالہ ماڈل 2005 ہنڈا سوک پر چار مشکوک افراد سوار تھے جو واردات کی نیت سے جا رہے تھے۔ اس اطلاع پر موضع واحد بخش نزد بھٹہ خشت دیگر ملازمین کے ہمراہ ناکہ بندی کی گئی جبکہ انسپکٹر رانا محمد ریاض ایس ایچ او تھانہ سٹی صادق آباد نے عزیز گارمنٹس فیکٹری کے نزدیک احمد پور لمہ روڈ پر ناکہ بندی کی۔ دریں اثناء ایس پی صادق آباد کی جانب سے دوبارہ پیغام موصول ہوا کہ ایک کار صادق آباد بائی پاس سے احمد پور لمہ روڈ پر آ رہی ہے جسے انسپکٹر رانا محمد ریاض نے روکا اور کار میں سے ایک شخص کو اتار کر تلاشی شروع کی جس کا نام رانا محمد آصف رضا ولد ارشاد احمد قوم راجپوت سکنہ پبلک کالونی صادق آباد معلوم ہوا۔ تلاشی کے دوران تین کس کار میں موجود اشخاص نے کانسٹیبل نذیر احمد C-1500 جو کہ کار کی تلاشی لے رہا تھا کو زبردستی کار میں ڈال لیا اور فرار ہو گئے۔ یہ اطلاع وائرلیس پر نشر ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد ہی کار متذکرہ تیز رفتاری سے آتی ہوئی دکھائی دی جس کو ناکہ بند پارٹی نے رکاوٹیں کھڑی کر

کے روکنا چاہا تو پولیس پارٹی کو دیکھ کر کار میں سوار ملزمان نے فائرنگ شروع کر دی۔ انسپکٹر محمد یوسف کی اطلاع کے مطابق کار میں پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دو کس نامعلوم ملزمان نے نصیر احمد کانسٹیبل C-1500 کو فائر کر کے شدید زخمی کیا اور خود کار سے نکل کر فائرنگ کرتے ہوئے بھاگ پڑے۔ ان میں سے ایک کس فائرنگ کرتا ہوا بھٹہ خشت کی اوٹ میں چلا گیا اور اسی اثنا میں اے ایس پی صادق آباد اور ایس ایچ او تھانہ سٹی صادق آباد بھی مع دیگر ملازمین موقع پر پہنچ گئے۔ دوسرے آدمی نے چار فائر کئے اور اس کے بعد گرفتاری پیش کر دی جبکہ وارننگ دینے کے باوجود بھٹہ خشت کی اوٹ میں جانے والے شخص پولیس پارٹی پر سیدھی فائرنگ کرتے رہے۔ اس طرح فائرنگ کا مقابلہ ہوتا رہا اور اسی کے نتیجے میں وہ اموات ہوئیں۔

(ب) یہ غلط ہے۔ صحیح حقیقت پہلے سوال کے جواب میں بیان کی جا چکی ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے۔ پولیس مقابلہ کی روداد جو سوال نمبر ایک کے جواب میں تحریر کی گئی ہے۔ در اصل حقیقت وہی ہے۔

(د) جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ سوال نمبر چار میں کہا گیا ہے کہ پولیس جعلی مقابلہ کے گواہان کو تنگ کر رہی ہے، یہ درست نہ ہے۔ جعلی پولیس مقابلہ نہ تھا بلکہ اصلی پولیس مقابلہ تھا اور پولیس کسی گواہ کو تنگ نہیں کر رہی۔

(ہ) حکومت اس جعلی پولیس مقابلہ کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس سلسلے میں پہلے سے بحکم جناب سیشن جج جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے اور سینئر سول جج اس کی جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میرا یہ انتہائی اہم سوال تھا اور میں ذاتی طور پر یہ چاہتا ہوں کہ جو بدمعاش لوگ ہیں ان کے خلاف ضرور قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہمارا judicial system fail ہو گیا ہے کہ پولیس مقابلے کئے جاتے ہیں؟ آپ کے علم میں اضافہ ہوگا کہ اسی طرح سے فیصل آباد میں بھی ایک دو بندے پولیس مقابلے میں مارے گئے ہیں۔ اگر وہاں پر کوئی on oath کہہ دے کہ وہاں پر پولیس مقابلہ ہوا ہے تو میں اپنی سیٹ سے مستعفی ہو جاؤں گا۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب عدالتوں سے انصاف ختم ہو جاتا ہے اور آپ ان کو extra judicial killings کی طرف لے کر

جاتے ہیں۔ یہ جو لڑکے ہیں جو بھی کوئی ہے یہ اگر گرفتار ہو گئے تھے تو پھر ان کو کیوں مارا گیا؟ میرے پاس اس سلسلے میں پوری فائل موجود ہے اور وہاں کے وزیر جناب اعجاز شفیع صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ on oath کہہ دیں کہ وہاں پر پولیس مقابلہ ہوا ہے تو میں ان کی بھی بات مان لوں گا۔ وہاں پر پورے صادق آباد کے لوگ احتجاج کر رہے ہیں کہ یہ کیا ہوا ہے؟ ان کے آپ فوٹو دیکھیں اور ان کے ماں باپ کو داد دیں یہ جو نوید کو مارا گیا ہے اگر وہ criminal تھا، بدمعاش تھا تو اس کو گرفتار کر کے قانون کے مطابق کارروائی کرتے۔ آپ اس کی فوٹو کو دیکھیں تو وہ ہاتھ جوڑ کر کہہ رہا ہے کہ مجھے چھوڑ دو اور پولیس والے اس کو گولی مار رہے ہیں۔ یہ کوئی sadist ڈی ایس پی ہے جس کے خلاف پہلے ہی چھ جوڈیشل انکوائریاں چل رہی ہیں اور اس نے کم از کم سولہ آدمیوں کو مارا ہے۔

جناب والا! میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے میں تو چاہتا ہوں کہ good governance ہو اور آپ لوگوں کو انصاف مہیا کریں۔ راجہ صاحب میں نے 2002 میں بھی یہ کہا تھا کہ آپ نے پولیس کو بالکل مادر پدر آزاد کر دیا ہے۔ آپ نے تھانے میں ڈی ایس پی بٹھا دیا ہے اور دو تھانوں پر ایس پی بٹھا دیا ہے اور یہ جو بدمعاش پل رہے ہیں انہوں نے کل کو آپ کو بھی تنگ کرنا ہے۔ آپ خود دیکھیں یہ پولیس کتنی طاقتور ہے کہ یہی اسمبلی تھی اور جب عوام آئی تو جس بزدلی سے یہ بھاگ رہے تھے میں اور بریگیڈئر حسن صاحب یہاں پر موجود تھے۔ اگر حقیقت میں پولیس مقابلہ ہو، شہادت ہو تو ان کو انعام بھی دیا جائے مگر یہ تو جعلی پولیس مقابلے کر رہے ہیں اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ راجہ صاحب آپ اس ہاؤس میں تین ممبران کی ایک کمیٹی بنا دیں اس میں، میں بھی اس کے متعلق ریکارڈ پیش کرتا ہوں، ان کے وارثوں کو بھی بلا لیتے ہیں، یہ پولیس والوں کو بھی بلا لیں اور اس کی ایک رپورٹ پھر ہاؤس میں پیش کی جائے۔ جو لوگ غلط ہیں ان کو قانون کے مطابق سزا دی جائے اور جو لوگ جعلی پولیس مقابلہ کرتے ہیں ان کا پتا چل سکے۔ آپ تو ان کو جعلی پولیس مقابلے پر 50 لاکھ انعام دے کر آ جاتے ہیں۔ سب کو پتا ہے کہ ایک آرمی والے نے مارا ہے اس کے بعد پولیس والے آ گئے کہ یہ فلاں نے کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پولیس مقابلہ ضرور کریں لیکن آپ اگر criminal کو پکڑ کر جعلی پولیس مقابلے میں مارتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عدالتوں سے آپ کو انصاف کی توقع نہیں ہے، وہاں سے بھی یہ لوگ بچ کر آ جاتے ہیں تو آپ اپنے ملک کا، صوبے کا جوڈیشل سسٹم ٹھیک کریں۔ یہ جو extra judicial killings ہیں یہ بالکل غلط ہیں۔ میں راجہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں انہوں نے وہاں پر ایک اور بندہ بھی پکڑا ہوا ہے، آصف ہے یا کیا نام ہے۔ یہ شہزاد نذیر جو ہے اس کو

پہلے مارا ہے اور یہ گاڑی پر گر گیا ہے اس کے بعد اس کو گاڑی پر بٹھایا گیا ہے اور اس سلسلے میں میرے پاس پورا ریکارڈ ہے اور وہاں کی بار کونسل کا بھی ریکارڈ ہے، انجمن شہریاں کا بھی ریکارڈ ہے، آپ کے ڈسٹرکٹ ناظم کا بھی ہے، وہاں کے سٹی ناظم کا بھی ہے سب نے اس پر اعتراض کیا ہے اس لئے میں راجہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہاؤس کے دو تین ممبران کی اس پر کمیٹی بنادیں جو اس سارے معاملے کی چھان بین کرے---

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ رانا صاحب کن لوگوں کی وکالت فرما رہے ہیں اور کس انکوائری کی بات کر رہے ہیں؟ یہ جو شہزاد نذیر عرف ٹیپو جو پولیس مقابلے میں ہلاک ہوا ہے اس کے خلاف ڈکیتی کے 12 مقدمات ہیں اور میرے پاس اس کی فہرست موجود ہے---

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! .Point of personal explanation

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرا پورا جواب تو پہلے سن لیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ فرما رہے ہیں کہ میں ان کی وکالت کر رہا ہوں مجھے اس پر اعتراض ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پھر آپ کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ وکالت کی بات کر رہے ہیں، میں کسی کی وکالت نہیں کر رہا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ مقابلہ جعلی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔

رانا آفتاب احمد خان: میں تو پولیس والوں کی نشاندہی کر رہا ہوں کہ یہ خود They are decoits in uniform اور یہ جعلی پولیس مقابلہ کر رہے ہیں۔ اگر یہ صحیح معنوں میں لوگوں کو پکڑیں تو آپ کے لاہور میں ہی بتیس چونتیس ڈکیتیاں روز ہوتی ہیں ان میں سے کتنے لوگ آپ نے پکڑ لئے ہیں؟ یہاں جوہر ٹاؤن میں ایک پروفیسر کے گھر واردات ہوئی ہے اور وہ واپس پیسے دے کر گئے ہیں---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ان سب باتوں کا Call Attention Notice کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ پہلے میری بات سن لیں کہ اس میں جو لوگ ملوث ہیں ان کا کردار آپ دیکھ لیں اور پھر اگر پولیس ایسے لوگوں کو گرفتار کرتی ہے یا پولیس مقابلہ ہوتا ہے تو آپ کس ثبوت کی بنیاد پر یہ فرما سکتے ہیں کہ یہ تو

بڑے شریف لوگ تھے پولیس زبردستی پکڑ کر لے گئی اور ان کو ہلاک کر دیا۔ 12 مقدمات شہزاد نذیر عرف ٹیپو کے خلاف تھے اور نوید کے خلاف چار مقدمات اغوا برائے تاوان اور ڈکیتی کے درج تھے۔ محمد آصف ولد دلشاد احمد کے خلاف چار مقدمات 392 کے ڈکیتی کے درج ہیں، اس کے بعد صابر حسین ولد محمد صدیق کے خلاف بھی 13 مقدمات اغواء برائے تاوان اور ڈکیتی کے درج ہیں۔ رانا صاحب فیصل آباد میں جس پولیس مقابلے کی بات کر رہے ہیں وہاں پر وزیر اعلیٰ خود تشریف لے کر گئے اور پولیس کو 50 لاکھ روپے انعام بھی دیا اور شہریوں نے پولیس کے اس کردار کو سراہا اور کہا کہ اس گینگ سے لوگوں کی جان چھوٹی ہے۔ اگر ہم اس طرح سے پولیس کو discourage کرنا شروع کر دیں کہ یہ جعلی پولیس مقابلہ تھا۔ جعلی پولیس مقابلہ وہاں ہوتا ہے جہاں آگے کوئی شریف شہری ہو۔ یہ تو criminal لوگ ہیں جو فیصل آباد سے بھاگ کر رحیم یار خان گئے اور ناکے پر روکا گیا تو وہاں سے ایک پولیس کانسٹیبل کو اغواء کر کے لے گئے۔ پولیس مقابلہ ہوا تو یہ پھر جعلی کیسے ہو گیا؟ آپ خود اندازہ لگالیں کیا انہوں نے پولیس کانسٹیبل کو اغواء نہیں کیا اور کیا پولیس کانسٹیبل ان کی گاڑی میں زخمی نہیں ہوا اگر ان کی گاڑی میں پولیس کانسٹیبل زخمی ہوا ہے اس کو ناکے پر سے اغواء کیا گیا ہے یہ آج خود سوچیں کہ پولیس مقابلہ جعلی ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں اپنے بھائی کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ خدا کے لئے ہمیں اس قسم کے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے پولیس کو اس لحاظ سے condemend نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی اچھا کام ہوا ہے تو We must appreciate it. ۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میرا مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ extra judicial killings سے ہے یا تو آپ ایک legislation کر والیں کہ آپ نے جس criminal کو دیکھنا ہے مار دینا ہے۔ That is some thing different. مجھے تو یہ پتا بھی نہیں کہ یہ کون ہے، کس نے کیا ہے، کیس بھی بن جاتے ہیں۔ میرا issue یہ ہے کہ پورے رحیم یار خان کی جو رپورٹ ہے اس کو دیکھیں آپ one sided دیکھ رہے ہیں criminal کی بات نہیں ہے۔ پولیس والوں نے اسے صادق آباد ٹول پلازہ سے گرفتار کیا ہے پھر کچے کی طرف لے گئے ہیں وہاں پر ان کو مارا گیا ہے۔ اگر تو صحیح پولیس مقابلہ ہو اس پر اعتراض نہیں ہے۔ اگر یہ ان سے گرفتار ہو گیا ہے تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرتے۔ اب یہ غلط وقوعہ بنا رہے ہیں۔ ابھی بھی آپ دیکھیں کہ ان کے وارثوں نے ہائی کورٹ میں کیس کیا ہے کہ ان کے بچوں کو اغواء کر لیا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں

کہ کیس واپس لیں۔ راجہ صاحب مجھے ایس پی کے ذریعے سے approach کیا گیا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں آپ کو approach کرنے کی background سے بھی آگاہ ہوں لیکن میں ایوان میں وہ بات نہیں کرنا چاہتا۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ ان کو relief دیتے ہیں تو دیں۔ میں نے ان کو کیا relief دینا ہے I don't need it.I dont know anybody. اس وقت ایم پی اے شفیق صاحب تشریف نہیں رکھتے انہوں نے بات کی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرا موقف یہ ہے کہ اگر آپ نے ان بدمعاشوں کو مارنا ہے تو پھر یا تو کوئی executive order کریں کہ عدالتوں میں نہیں جانا اور ان کو ایسے ہی مار دینا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر پولیس والے مجرم کو پکڑ لیتے ہیں تو ان کا کورٹ میں ٹرائل کریں۔ اگر آپ کورٹ میں ٹرائل نہیں کریں گے تو یہ ماورائے عدالت قتل ہوں گے۔ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ اس کے خلاف 137 کیس ہوں گے مگر جب وہ گرفتار ہو گیا ہے اور اس کی تلاشی لینے کے بعد اس کو مار دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں صرف مختصراً یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ ان کے لواحقین کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ میں نے categorically اس بات سے انکار کیا ہے کہ ان کو دھمکیاں نہیں دی جا رہیں۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ اس سلسلے میں ایک جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے سینئر سول جج صاحب جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں اگر کسی کو ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے تو وہ سینئر سول جج صاحب جو جوڈیشل انکوائری conduct کر رہے ہیں ان کے نوٹس میں لائیں اور پھر جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ آ جانے دیں۔ اگر پولیس کی high-handedness ثابت ہوئی تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میں یہ نہیں کہہ رہا بلکہ یہ کہہ رہا ہوں We are bringing every thing on record.Tomorrow there could be change of record this way or the other. یہ ریکارڈ بن جائے گا۔ ہم نے یہ کہا تھا اور ہم نے یہ نوٹس دیا ہے کہ آپ پولیس کو اتنا اختیار نہ دے دیں۔ شریف شہریوں کی گاڑیوں میں جس طرح یہ کرتے ہیں آپ کو پتا ہے۔ یہ میرا پوائنٹ تھا یہ کوئی میرا ذاتی مسئلہ تو نہیں تھا۔ آپ نے مزید بھی لوگوں کو مارنا ہے۔ آپ ماریں ان کو مگر کسی طریقے سے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ Let the judicial enquiry report come! اس کے بعد اس کو پھر دیکھیں گے۔ Till that time this is disposed of! اس کے بعد جناب ارشد محمود بگو!

راولپنڈی میں اغواء برائے تاوان
اور بعد از وصولی رقم مغوی اور تاوان دہندہ کا قتل

666 جناب ارشد محمود بگو اور جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 18-مارچ 2006 کو مخدوم تنویر قریشی کے دس سالہ بھانجے ولید کو مسلم ٹاؤن راولپنڈی سے اغواء کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اغواء کاروں نے بذریعہ ٹیلی فون پچاس لاکھ روپے تاوان کا مطالبہ کیا اور مذاکرات کے بعد مغوی کا پھوپھا مورخہ 23-مارچ 2006 کو باہمراہ پولیس کی چھ گاڑیوں کی نفری پر مشتمل فورس اور اپنے دور شتے داروں 25 لاکھ روپے کی رقم بطور تاوان ادا کرنے مریڑ حسن ریلوے پل راولپنڈی پہنچا تو اغواء کاروں نے رقم لینے کے بعد مخدوم تنویر قریشی پر کلاشنکوفوں سے اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے وہ موقع پر ہلاک ہو گیا اور پولیس صرف ملزمان کی نگرانی کرتی رہی؟

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو پولیس کی تفتیش کے مطابق خرم بھٹی سمیت کل کتنے ملزمان کی تاحال گرفتاری عمل میں لائی گئی، مزید برآں اب تک ہونے والی مقدمہ میں پیشرفت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ مورخہ 21-03-2006 کو سید نعمان ولد سید اشفاق احمد قوم سید پتا مکان نمبر B-11/284 مسلم ٹاؤن راولپنڈی نے تحریری درخواست بخدمت ایس ایچ او تھانہ صادق آباد راولپنڈی دی۔ چونکہ بہت تفصیل کے ساتھ رپورٹ دی گئی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں مختصر صورتحال یہ ہے کہ واقعتاً ایک بچہ جس کی عمر 10/9 سال تھی اس کو اغواء کیا گیا۔ اس کے لواحقین نے اس کی گمشدگی کی رپورٹ پہلے تھانے میں دی اور اس کے بعد انہوں نے اس شک کا اظہار کیا کہ ہمارے فلاں رشتہ دار نے ہمیں یہ اطلاع دی ہے کہ چند دن تک بچے کو رہا کر دیا جائے گا اور ہمیں شک ہے کہ ہمارے کچھ رشتہ دار جس کا نام ذیشان ہے اس نے ہمارے بچے کو اغواء کیا ہے تو پولیس نے ذیشان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن اسی دن ملزم ذیشان کا تھانہ صدر کے علاقہ میں پولیس سے encounter ہوا اور وہ وہاں پر

اس encounter میں گرفتار ہو گیا۔ گرفتار ہونے کے بعد اس نے اس بات کا انکشاف کیا کہ اس نے بچے کو اغواء کیا تھا اور بچے کو اغواء کرنے کے بعد اس کے لواحقین سے 50 لاکھ روپیہ تاوان مانگا تھا۔ جب اس کے لواحقین نے تاوان دینے میں لیت ولعل کیا تو اس نے بچے کو قتل کر دیا، اس نے بچے کی نعش کو برآمد بھی کروایا۔ اس کے بعد اس نے مزید برآں یہ کیا کہ بچے کو قتل کرنے کے بعد اس کے قتل کی لواحقین کو اطلاع نہیں دی بلکہ اس نے ان سے یہ مطالبہ جاری رکھا کہ تاوان ادا کیا جائے اور ایک دن بچے کا ماموں تنویر قریشی جب تاوان دینے کے لئے آیا تو اس کو بھی اس نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ لہذا اس ملزم ذیشان نے اپنے والد کے ساتھ مل کر اور اپنے چند اور عزیزوں کے ساتھ مل کر پہلے اغواء برائے تاوان کیا۔ اس کے بعد بچے کو قتل کرنے کے بعد اس نے بچے کے ماموں کو قتل کیا اور اسی دوران جب پولیس کے ساتھ اس کا encounter ہوا تو ایک پولیس کانسٹیبل کو بھی اس نے قتل کیا۔ اس مقدمہ میں تمام ملزمان ماسوائے خرم بھٹی گرفتار ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد خرم بھٹی کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا لیکن اس مقدمے کے تمام مرکزی کردار گرفتار ہو چکے ہیں۔ ان کے متعلق نامکمل چالان بھی عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے اور اس مقدمے کی آئندہ پیشی 18۔ جون ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ملزم خرم بھٹی کو بھی جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہم سب لوگ عوام کے نمائندگان ہیں۔ میں ایمانداری اور پورے وثوق سے کہتا ہوں اور میری اس بات کی میرے یہ دوست بھی تائید کریں گے کہ اس وقت صرف پنجاب نہیں بلکہ پورے پاکستان کا جرائم کے حوالے سے جو حال ہے میں آپ کو بتا دوں۔ سیالکوٹ میں اس وقت تھانہ بڑیانہ اور صدر سیالکوٹ میں ایک بچہ اور ایک جوان آدمی اغواء ہوا تھا۔ ڈیڑھ سال ہو گیا ہے ابھی تک وہ جوان نہیں ملا۔ بچے کو اغواء ہوئے ڈیڑھ مہینہ ہو گیا ہے ابھی تک وہ بھی نہیں ملا۔ روزانہ سینکڑوں کے حساب سے ڈاکے ہو رہے ہیں اور سینکڑوں کے حساب سے لوگ مارے جا رہے ہیں اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ سامنے بیٹھا ہوا ہر شخص اس کو محسوس کرتا ہے۔ اس کیس کے حوالے سے دیکھیں کہ جتنے اغواء برائے تاوان کے کیس ہیں میں نے پچھلے سال بھی اسمبلی میں یہ کہا تھا کہ سیالکوٹ میں بچے کو اغواء کیا گیا، 50 لاکھ تاوان مانگا گیا۔ جب وہ تاوان دینے گئے پولیس خود پیسے لے کر گئی۔ وہ تاوان لے کر بھاگ گئے۔ بچہ لواحقین نے خود پکڑ لیا۔ باقی سارے ملزمان پکڑے گئے ہیں لیکن جس ملزم کے پاس پیسے تھے دو سال ہو گئے ہیں وہ ابھی تک نہیں پکڑا گیا اور

میرا خیال ہے کہ وہ قیامت تک نہیں پکڑا جائے گا۔ سارے کیسوں میں ایسا ہو رہا ہے۔ میں اس floor پر یہ assurance لینا چاہتا ہوں کہ خرم بھٹی اصل culprit ہے اور یہ آزاد پھر رہا ہے۔ اس کو پولیس پکڑتی بھی نہیں ہے۔ وزیر قانون مجھے by name یہ بتادیں کہ کن کن لوگوں کو پکڑا ہے؟ دوسرا on the floor of the House مجھے یہ assurance دلائیں کہ خرم بھٹی کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس مقدمہ میں ذیشان عرف شانی ولد علی شان، شاہد، زرولی، سربلند خان، ناصر خان کو اب تک گرفتار کیا گیا ہے اور میں اپنے معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اصل ملزم خرم بھٹی کی گرفتاری کے لئے خصوصی طور پر انتظامات کئے جائیں گے اور اس کو جلد گرفتار کر لیا جائے گا اور میں ذاتی طور پر بھی انہیں یقین دلاتا ہوں کیونکہ پہلے سے یہ بات میرے نوٹس میں ہے، راولپنڈی کا مسئلہ تھا اور بزرگوں نے بھی مجھے حکم دیا تھا کہ اس میں خصوصی دلچسپی لیں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب Privilege Motions شروع کی جاتی ہیں۔ پہلی motion مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔ یہ 07-03-2006 کو move ہو چکی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے کیونکہ یہ پچھلے اجلاس سے pending چلی آ رہی ہے۔ میرے پاس صرف fresh جوابات ہیں۔ اگر اسے کل کے لئے pending فرما لیں تو میں کل اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، کل تک pending کی جاتی ہے۔ next ہے۔ سید احسان اللہ وقاص۔ یہ بھی move ہو چکی تھی اور ابھی تک pending ہے۔ لاء منسٹر صاحب! اس کا جواب بھی آپ نے دینا ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ بھی پچھلے اجلاس سے pending چلی آ رہی ہے۔ اس کو بھی کل تک pending کر دیں، کل اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کب سے pending ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ 07-03-2006 کو move ہوئی تھی اور ابھی 08-06-2006 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پہلے بھی گزارش یہ کر رہا تھا کہ تحاریک استحقاق جو پہلے ہی pendings ہیں ان میں سے کسی کا بھی میرے پاس اس وقت جواب نہیں ہے میرے پاس fresh کے جواب موجود ہیں۔ اگر کل تک pending کر لیں تو میں کل اس کا بھی جواب دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، اسے بھی کل تک pending کر دیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ہم اسمبلی کے عملے پر probe کرنے کے لئے بات نہیں کر سکتے تو ہم کس سے بات کریں؟ اگر اس سے ہمارا استحقاق مجروح نہیں ہوتا تو کسی انسپکٹر کے ساتھ تلخ کلامی ہو جائے، کسی اے ایس آئی کے ساتھ تلخ کلامی ہو جائے، وہ تحریک استحقاق accept کر لی جاتی ہے لیکن پوری اسمبلی کی عمارت کے اوپر حملہ ہوا ہے اور چار مہینے ہو گئے ہیں، ہر دفعہ اس کی date ڈال دی جاتی ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ آپ نے پہلے رولنگ دی ہوئی ہے کہ یہ ہر صورت استحقاق کمیٹی کے پاس جائے گی۔

آپ بسم اللہ پڑھ کر اس کو وہاں بھیج دیں۔ میری کسی کے ساتھ کوئی personal بات نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ نے فلاں کا نام لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کسی کا نام لکھا ہوا انہیں پسند نہیں آ رہا تو اس کو بے شک نکال دیں لیکن اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجیں۔ میں ان کے گلے میں کوئی پھندا نہیں ڈلوانا چاہتا لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ اس کو probe کیا جائے کہ اسمبلی کے ساتھ یہ اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے اور اس کو کسی طرف لگنا چاہئے۔ میری تو صرف یہی درخواست ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں احسان اللہ وقاص صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں اور گزارش یہ ہے کہ جیسا کہ احسان اللہ وقاص صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو probe کریں اور اگر کوئی ذمہ دار ہے تو اس کے خلاف کارروائی کرنی چاہئے۔ ہماری منشا بھی یہ ہے کہ جو بھی تحقیقات ہو رہی ہیں اس کا کوئی نتیجہ نکل آئے اور جو بھی ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے تو ان کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں جہاں تک میری اطلاع ہے کہ اس معزز ایوان کی ایک کمیٹی پہلے سے probe کر رہی ہے۔ کمیٹی نے شاید پولیس افسران کو بھی بلایا تھا اور باقی محرکات بھی دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو اس وقت تک pending کر لیا جائے کہ جو کمیٹی پہلے ہی اس پر کام کر رہی ہے۔ اس کی رپورٹ نہ آ جائے

اس رپورٹ کی روشنی میں ہم آگے کچھ کر سکتے ہیں۔ایک کمیٹی پہلے سے اپنا کام کر رہی ہے اس پر ایک اور کمیٹی اپنا کام شروع کر دے تو یہ ٹھیک نہیں ہوگا۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں یا اسی کمیٹی کو ہی refer کر دیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔یہ تحریک استحقاق اس کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔اس کمیٹی میں بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک کو اس کمیٹی کے پاس بھیج دیتے ہیں۔جو پہلے ہی اس پر کام کر رہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کی رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے۔

(اذان مغرب)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس کمیٹی کو بھیجنے پر مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن وہ فنانس کمیٹی کی سب کمیٹی ہے اور وہ اپنی findings فنانس کمیٹی کو پیش کرے گی۔یہ بھی ساتھ کہا جائے کہ ان کی جو بھی findings ہوں وہ ہاؤس میں بھی پیش کی جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ کل کا دن دے دیں، پھر ہم فیصلہ کر لیں گے۔جی، بی بی!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ جو تحریک استحقاق سے متعلقہ مسئلہ ہے جو کہ ہم نے دو دفعہ جمع کرائی تھی لیکن وہ reject ہو کر واپس آ گئی اور ہمیں اس کی وجہ بھی نہیں بتائی گئی۔جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ محکمہ داخلہ حکومت پنجاب نے اپنے نوٹیفکیشن مورخہ 14۔دسمبر 2005 کے ذریعے 12 اراکین پر مشتمل صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹس کمیشن کا قیام کیا تھا اس محکمہ نے پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 73 کے تحت صوبائی اسمبلی پنجاب کے چھ اراکین کو نامزد کیا ہے۔جن میں سے چار اراکین حکومتی بنچوں سے اور دو اراکین اپوزیشن سے ہیں تاکہ وہ پنجاب اسمبلی کو represent کر سکیں اور پولیس

شکایات کو وصول کرکے ان مسائل کا حل دیکھیں۔

جناب سپیکر! پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 83 کے تحت کم از کم ایک اجلاس ہر مہینے میں بلانا بہت ضروری ہے۔

83(4): Members shall attend meetings of the Commission as and when required for which at least a week's notice, with agenda shall be given. There shall be minimum of one meeting in a month, provided an emergency meeting may be held at a short notice not exceeding twenty-four hours.

جناب والا! چار مہینے ہو گئے ہیں اس کی ابھی تک کوئی میٹنگ ہوئی اور نہ اس کا کوئی آفس بنایا گیا ہے۔ آفس کے لئے لکھا ہوا ہے کہ

84(1) The Government shall establish a permanent secretariat of the Provincial Public Safety [and Police Complaints] Commission.

جناب والا! اگر اتنا صاف رولز میں ہے اور پولیس آرڈر 2002 میں یہ لکھا ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ میٹنگ call نہ کرکے تو ایک طرف آپ دیکھیں کہ آج کل لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال سامنے ہے۔ اس کے باوجود میٹنگ call نہ کی جائے تو لگتا ہے کہ گورنمنٹ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول کرنے میں سنجیدہ نہیں ہے شاید وہ اس کو as it is رہنے دینا چاہتی ہے اس پر لاء منسٹر صاحب فرمائیں کہ ابھی تک میٹنگ call کیوں نہیں کی گئی جبکہ monthly meeting mandatory ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رولز کی خلاف ورزی ہو رہی ہے کہ جو جنرل مشرف صاحب نے کوششیں کی تھیں ان کو یہ خود ہی ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس میں دوسرا اہم پوائنٹ ہے جو میں چاہتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں کہ اس کی composition ہے کہ کون اس کا ممبر ہونے کے لئے eligible ہوگا؟ میں آپ کو یہاں پڑھ کر سنا دیتی ہوں کہ آرٹیکل 79 میں ہے کہ ”کوئی بھی ممبر جو کہ political activist ہو وہ اس کا ممبر نہیں ہو سکتا“ لیکن ان بارہ ارکان میں سے شاید مسلم لیگ (ق) کی صدر شاہانہ فاروقی صاحبہ بھی اس کی ممبر ہیں، ان کو

ممبر کیسے بنایا گیا ہے ؟ اگر آج اس کا جواب دے دیں تو بڑی مہربانی ہو گی کیونکہ اس کو دو دفعہ reject کر کے بھیج دیا گیا ہے۔ یہ بڑا اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کی وضاحت تو میں ریکارڈ دیکھنے کے بعد ہی کر سکتا ہوں۔ محترمہ نے اسمبلی میں یہ دیا تھا اور یہ دو دفعہ reject ہوا ہے تو ایک بات جو پہلے ہی آپ نے reject کر دی ہے وہ ساری انھوں نے پیش کر دی ہے۔ میں جواب بھی دے دوں گا تو آپ کے reject کرنے کا مقصد تو فوت ہو جاتا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: ہمیں reject کرنے کی وجہ نہیں بتائی گئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ اسمبلی سیکرٹریٹ بتا سکتا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: اس بات کو تو پھر گول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب 20 منٹ کے لئے وقفہ نماز مغرب کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 7 بج کر 50 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

سٹینڈنگ کمیٹیوں کے الیکشن کروانے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس اسمبلی کی میعاد ختم ہونے میں ایک سال یا سوا سال رہ گیا ہے۔ اس اسمبلی کی constitutional requirement یہ ہے کہ تمام پارلیمانی کمیٹیوں کے الیکشن مکمل ہوں لیکن تین کمیٹیاں ایسی ہیں جن کا حکومت نے ابھی تک الیکشن کروایا ہے اور نہ ہی ان کے کوئی چیئرمین مکمل کئے گئے

ہیں۔ان تین کمیٹیوں میں ایک کمیٹی کامرس اینڈ انویسٹمنٹ، کمیٹی آف سپیشل ایجوکیشن اور کمیٹی آف پروفیشنل ڈویلپمنٹ ہے۔میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے کہوں گا کہ ان کے کئی فاضل ممبر نئے آئے ہیں تو جو تین کمیٹیاں رہ گئی ہیں ان کے الیکشن کروائیں، ان کے چیئرمین مقرر کرائیں تاکہ وہ کمیٹیاں اپنا کام شروع کریں لیکن ابھی تک حکومت اتنی اہم constitutional duty پر غفلت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔میں آپ کی خدمت میں یہ التماس کروں گا کہ حکومت کو ہدایات دیں کہ ان تینوں کمیٹیوں کے الیکشن within time مکمل کرواکر ہاؤس کو اس کی رپورٹ پیش کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! تین کمیٹیاں تو وہ ہیں جن کے الیکشن نہیں کروائے گئے اور بے شمار کمیٹیاں ایسی ہیں جن کی ایک بھی میٹنگ نہیں ہوئی اس لئے اس کا بھی اہتمام ہونا چاہئے۔آپ کی سربراہی میں رولز آف پروسیجر کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے اس میں suggest ہوئی تھی اس لئے رولز آف پروسیجر میں جو amendments ہیں اس اسمبلی کی مدت پوری ہونے سے پہلے پہلے ان کے بارے میں کچھ متفقہ چیزیں تیار ہوئی ہیں ان کو بھی approve کر دینا چاہئے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو تین کمیٹیاں جن کے الیکشن نہیں ہوئے ان کے الیکشن بالکل نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ پہلے جو الیکشن ہوئے اور کمیٹیاں بنیں جیسا کہ شاہ صاحب نے کہا کہ بہت سی ایسی کمیٹیاں ہیں جن کی ابھی تک ایک بھی میٹنگ نہیں ہوئی لیکن ان کے چیئرمین گاڑیاں لے کر پھر رہے ہیں، ان کے جانوروں کا چارہ بھی ان سرکاری گاڑیوں میں آتا ہے۔یہاں پر بہت سے ایسے پارلیمانی سیکرٹری ہیں جن کا کوئی کام نہیں ہے صرف ان کا گاڑیاں اور تنخواہ لینا مقصد ہے۔یہاں راجہ بشارت صاحب صرف ایک دن اجلاس میں نہ آئیں، انہیں عمرے پر بھیج دیں اگر یہ سارے وزیر مل کر اجلاس چلا کر دکھادیں تو میں استعفیٰ دے دیتا ہوں۔ پنجاب حکومت پر جتنا بڑا بوجھ یہ ہیں اگر یہ ختم ہو جائیں تو پنجاب حکومت کا خسارہ ختم ہو سکتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب کے عوام پر جو تین کمیٹیوں کا احسان کیا ہوا ہے یہ مہربانی کریں کہ کوئی الیکشن کی ضرورت نہیں بلکہ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین جن کے ابھی تک اجلاس نہیں ہوئے ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے۔اگر انہوں نے آج تک اجلاس نہیں بلایا تو وہ تین سال سے کس چیز کی تنخواہ لے رہے ہیں؟ میری

آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جائے اور چودھری اقبال صاحب کھڑے ہوئے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ چودھری اقبال صاحب! آپ ہمارے بڑے بھائی بھی ہیں، بہت محترم ہیں، میں دل سے آپ کی عزت کرتا ہوں لیکن جس بری طرح سے اس دفعہ پنجاب میں گندم کا سکینڈل ہوا ہے اور جس طرح پنجاب میں -/370 روپے سے اوپر زمیندار کو نہیں ملے۔ میں یہاں پر چیلنج کے ساتھ کہہ رہا ہوں آپ نے بڑی باتیں کی ہوں گی اور ابھی بہت کچھ floor پر کہیں گے کہ ہم نے یہ تیر چلایا، وہ تیر چلایا میں یہاں اس ہاؤس میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ آپ کے ساتھی بیٹھے ہیں یہ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہیں کہ کیا زمیندار کو -/370 روپے سے زیادہ ملے ہیں؟ مجھے یہ ثابت کر دیں میں استعفیٰ دینے کے لئے تیار ہوں۔ چودھری اقبال صاحب! آپ کا بہت احترام ہے لیکن اس دفعہ آپ بیوروکریسی کی نذر ہوئے ہیں اور آپ کی پالیسی کی وجہ سے پنجاب کا غریب کاشتکار کا قتل عام ہوا ہے۔ آپ قابل احترام ہیں لیکن خدا کے لئے ان کے قتل عام کو روکیں۔ اب وقت ختم ہو چکا ہے اور خریداری مکمل ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب نے بڑی مدلل باتیں کی ہیں اور انہوں نے اس ہاؤس میں پوری دہشت گردی پھیلائی ہوئی ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ یہ کرتے کیا ہیں؟ ان کی بڑی دہشت ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ پورا ہاؤس ان سے بڑا ڈرتا ہے اور ان کی کارکردگی کیا ہے میں بڑی معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ انہوں نے ساری کیبنٹ کو بھی ایسے کر دیا ہے کہ یہ سب بے کار لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ایم ایم اے والے میرے بھائی ہیں، ان سے میری کوئی رشتہ داری نہیں ہے میں کام کی بات کرتا ہوں اگر یہ ہاؤس میں نہ ہوں تو یہ اپوزیشن مفت کی تنخواہ لے رہی ہے، ان کا یہاں کوئی کام نہیں ہے، یہ کوئی کام نہیں کرتے۔ راجہ ریاض کی کیا contribution ہے اور باقیوں کی کیا ہے؟ اس طرح کے ریمارکس دینے سے پتا نہیں چلتا کہ کیا کام ہو رہا ہے؟ انہوں نے گندم کی بات کی ہے میرا فرض بنتا ہے کہ میں جواب دوں اور جو یہ عزت کرتے ہیں وہ تو مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ یہ بڑی عزت کرتے ہیں اور میں بھی ان کی دل سے بڑی عزت کرتا ہوں، مجھے ان سے کوئی گلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس دفعہ گندم کے اتنے بُرے حالات تھے آپ اس کے گواہ ہیں کیونکہ آپ بھی زمیندار ہیں کہ پچھلا سٹاک ہمارے پاس کوئی چودہ لاکھ ٹن پڑا ہوا ہے جو dispose

نہیں ہو سکا اس کے باوجود میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب کو کہ جب ہم نے یہ ساری صورتحال واضح کی کہ گندم کی یہ صورتحال ہے اس کا کیا کیا جائے تو انہوں نے بڑی ہمت اور جرأت مندی کے ساتھ کہا کہ آپ میرا نعرہ دوبارہ دہرائیں کہ ہم نے آخری دانہ تک گندم خریدنی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جو بھی زمیندار ہمارے پاس گندم لے کر آیا اگر اس کو -/415 روپے فی من نہ ملے ہوں تو میں on the floor of the House استعفیٰ دے دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان کو ویسے ہی عادت ہو گئی ہے سب کو ڈرانے کی لیکن یہ میرے سے چھوٹے ہیں اس لئے میں ان سے کیوں ڈروں گا؟ ویسے میں ان کو مشورہ دوں گا کہ یہ دہشت گردی پھیلانے کی بجائے آج کل بڑے اچھے ڈاکٹر آ گئے ہیں جو سر پر بال لگاتے ہیں یہ ذرا وہ لگوا لیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! وہ بال میں نے لگوا لئے ہیں یہ ذرا غور سے دیکھیں اور دو مہینے تک مکمل بال آپ کی طرح آ جائیں گے۔ جس طرح ان کو میرے بال نظر نہیں آئے اسی طرح ان کو پنجاب میں غریب کاشتکار کا قتل ہوا ہے وہ بھی ان کو نظر نہیں آ رہا۔ جس طرح پنجاب کا غریب کاشتکار جو آپ کا ساتھی ہے، میرا ساتھی ہے اور سپیکر صاحب کا ساتھی ہے اور ہمارے سپیکر صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں لیکن یہ ذرا وزراء کا ساتھ دے جاتے ہیں۔ آج یہ سپیکر صاحب جو اس معزز ہاؤس کے نمائندے ہیں اور ایک معزز سیٹ پر بیٹھے ہیں یہ اگر کہہ دیں کہ غریب کاشتکار کو -/370 روپے فی من گندم سے زیادہ ملے ہیں تو جو مجھے سزا تجویز کریں گے وہ میں بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔

چودھری محمد عظیم گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گھمن صاحب!

چودھری محمد عظیم گھمن: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ ریاض صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ زمیندار کو -/370 روپے سے زیادہ پیسے نہیں ملے اور انہوں نے کہا کہ اگر ثابت کر دیں کہ -/370 روپے سے زیادہ پوری قیمت ملی ہے تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنے ڈسٹرکٹ میں یہ چیک رکھا ہے۔ یہ کسی کی صفائی دینے والی بات نہیں ہے اور حکومت کی تعریف کرنے والی بات نہیں ہے۔ میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ کسی کاشتکار کو -/415 روپے سے کم ملے ہوں تو میں استعفیٰ دینے کے لئے تیار ہوں۔ صرف باتیں ہی نہیں کرنی چاہئے جو حقیقت بات ہے اس کو مان لینا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ محترم راجہ صاحب نے جس طرح گفتگو فرمائی ہے میرا خیال ہے کہ کاشتکاری سے ان کا تعلق ہے نہ ان کا کوئی کاروبار ہوگا، ملیں ہوں گی یا کارخانے ہوں گے۔ گزارش یہ ہے کہ اس دفعہ جب گندم کی فصل آئی تو شروع میں ہر crop پر ہوتا ہے بلکہ یہ all over the world trends ہیں کہ middle man درمیان میں آجاتے ہیں اور exploiters آجاتے ہیں لیکن آپ یقین کیجئے کہ جب یہ صورتحال کی نشاندہی ہوئی تو پھر محترم وزیراعلیٰ پنجاب نے خریداری کا ٹارگٹ 20 لاکھ ٹن سے 30 لاکھ ٹن تک بڑھادیا اور آخری دانے تک۔ اسی طرح سے شروع میں باردانے کی شکایت آئی تو اس پر بھی پوری طرح توجہ دے کر کاشتکار کو بچایا۔ یہ نہیں ہے کہ -/350 روپے ریٹ ملے ہیں یہ کہیں ان کے ہاں ہوا ہوگا تو I am sorry for that جہاں سے گندم آتی ہے اور جہاں اگتی ہے، جہاں surplus produce ہے وہاں پر کاشتکار کو صحیح قیمت -/415 روپے فی من ملی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! قاسم نون صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ راجہ صاحب شاید زمیندارہ سے وابستہ نہیں ہیں۔ میرا تعلق تحصیل چنیوٹ سے ہے میرا خیال ہے کہ راجہ صاحب چنیوٹ تحصیل میں حالانکہ ان کا تعلق فیصل آباد سے ہے لیکن تحصیل چنیوٹ میں ان کا نام چند ایک بڑے زمینداروں میں شمار ہوتا ہے۔

آوازیں: یہ جاگیردار ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا تو یہ جاگیردار ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، ہاں یہ جاگیردار ہیں۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب اور اقبال صاحب کی جو بحث تھی اس میں ایک جو فائدہ ہوا ہے وہ آج تک ہم یہ کہتے آئے ہیں کہ ایم۔ ایم۔ اے جو ہے وہ ملا، ملٹری الائنس ہے وہ واضح ہوگیا ہے کہ انھوں نے خود کہا ہے کہ اگر یہ نہ ہوتے تو ہماری حکومت نہیں چل سکتی تھی۔ یہ انہی کے بل بوتے پر اور انہی کے سر پر چل رہے ہیں۔ تیسری بات راجہ صاحب کی یہ ہے کہ مہربانی فرمائیں اور ان کی قابلیت دیکھنے کے لئے انہیں دس دن کے لئے عمرہ پر بھیج دیں۔ پتا چل جائے گا کہ حقیقت کیا ہے۔ یہ واقعی

حقیقت ہے کہ راجہ بشارت کے علاوہ یہ اسمبلی نہیں چل سکتی۔ دو ہی چیزیں ہیں، ایم۔ ایم۔ اے ہے یا راجہ بشارت صاحب ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ٹائم کو ایک گھنٹے کے لئے extend کیا جاتا ہے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میری بھی ایک استدعا ہے۔ محترم فاضل ممبر صاحب نے ابھی floor پر بولا ہے کہ راجہ ریاض صاحب کا وہاں پر چنیوٹ میں بہت بڑا فارم ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب نے اپنے assets میں یہ declare نہیں کیا تو یہ چنیوٹ والا فارم کہیں ان کے لئے کوئی problem نہ ہو جائے؟

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: Anyhow، اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ تحریک التوائے کار نمبر 833۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! تحریک پیش کرنے سے پہلے میں تھوڑی سی clarification چاہوں گی۔ وہ یہ ہے کہ پچھلے اجلاس کے آخر پر میں نے آپ سے request کی تھی اور میں نے آپ کو ایک slip پر بھی لکھ کر بھیجا تھا کہ میری کچھ اہم تحاریک التوائے کار ہیں ان کو pending کر دیا جائے اور آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے مقصود صاحب کو اور مجھے بھی اس وقت چیئر پر سے کہا کہ وہ دے دی گئی ہیں لیکن بقول مقصود صاحب کے یہ صرف ایک pending کرنے کے لئے دی گئی تھی لیکن جس تحریک کو میں نے pending کرنے کے لئے request کی تھی وہ بہت important Adjournment Motion تھی۔ وہ شوگر کرائسس جو تھا اس کے بارے میں تھی، محکمہ اوقاف کے بارے میں ایک بہت important Adjournment Motion تھی تو ان کو kill کر دیا گیا۔ میں آپ سے کہوں گی کہ سیکرٹریٹ کے اوپر یہ تھوڑی سی obligation ہونی چاہئے کہ جس کا آرڈر آپ دیں، جو آرڈر آپ فرمائیں اس کو پوری طرح implement ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مجھے جو put up کی گئی ہیں وہ میں نے approve کر دی ہیں اور جو مجھے put up نہیں ہوئیں اس کا مطلب ہے کہ وہ انھوں نے put up نہیں کی ہوں گی۔ اب اگر آپ کہہ رہی ہیں تو میں

معلوم کروں گا۔ اس وقت جو آرہی ہیں ان کو آپ take up کر لیں۔

محکمہ اولڈ ایج بینیفٹ کے ریجنل اور زونل دفاتر بند کرنے سے سینکڑوں ملازمین بے روزگار اور پنشنروں کو مشکلات کا سامنا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" مورخہ 29- نومبر 2005 کی خبر کے مطابق محکمہ اولڈ ایج بینیفٹ نے 6 ریجنل اور 10 زونل دفاتر کو بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جس سے تقریباً 400 ملازمین بے روزگار ہو جائیں گے۔ ان 16 دفاتر کے بند ہونے پر نیم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے بزرگ پنشنروں اور پنشنروں کی بیواؤں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان دفاتر کے بند ہونے کی خبر کی اشاعت سے عوام میں اضطراب اور بے چینی پائی جانے لگی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر فار لیبر!

وزیر محنت: جناب سپیکر! یہ جو اولڈ ایج بینیفٹ کا محکمہ ہے یہ وفاقی حکومت کے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کا محکمہ محنت پنجاب سے کوئی تعلق نہ ہے لیکن اس کے باوجود کیونکہ یہ مسئلہ ہاؤس میں اٹھایا گیا ہے اس لئے وفاقی حکومت سے اس بارے میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے اور محترمہ کی اطلاع کے لئے اور محترمہ کے ان شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لئے کہ 400 ملازمین جو ہیں انہیں ملازمتوں سے فارغ کر دیا جائے گا میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا ہے تو انھوں نے بتایا ہے کہ اس میں ہر گز کسی ملازم کو برطرف نہیں کیا جائے گا بلکہ پنشنروں کی پنشن کو بہتر اور اچھے انداز میں اور 45 دنوں کی بجائے 30 دنوں میں ہم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کسی ملازم کو بالکل برطرف نہیں کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی information کے لئے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ انھوں نے یہ تو کہہ دیا کہ وہ ملازمین برطرف نہیں ہوں گے لیکن انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ دفاتر بند ہو رہے ہیں یا نہیں؟ اگر بند ہو رہے ہیں تو پھر یہ ملازمین کیسے بے روزگار نہیں ہوں گے؟ اس کی

وضاحت فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر محنت: جناب سپیکر! پہلے تو میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ محکمہ صوبائی محکمہ نہیں ہے۔اس کے باوجود میں اس ہاؤس میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ کسی ملازم کو بالکل نہیں نکالا جائے گا۔یہ میری مرکز میں بات ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے جی؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر نذیر احمد منھو ڈوگر صاحب کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے پہلے بات کی ہے۔ میں نے آتے ہی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جو کہ صورتحال یہاں گول ہو گئی ہے۔ ہمارا کام ہے، آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں کہ اس ہاؤس کو رولز اینڈ ریگولیشنز کے مطابق چلایا جائے۔ میرا point بڑا relevant تھا کہ اس اسمبلی کی مدت ختم ہونے والی ہے اور اس حکومت نے تین کمیٹیوں کے ابھی تک الیکشن نہیں کروائے۔ یہ پوچھ لیں کہ یہ کروانا چاہتے ہیں یا نہیں کروانا چاہتے؟ میں اس پر تحریک استحقاق لے آتا ہوں۔ یہ تو قانون کی بات ہے۔لاء منسٹر اس پر جواب دے دیں کہ کیا آئین کے مطابق یہ ان کمیٹیوں کے الیکشن کروانے کے پابند نہیں ہیں؟ اگر یہ نہیں کروانا چاہتے تو یہ اس floor پر بتادیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ذرا اس کو take up کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں یہ ہو جائے گا کہ پھر کوئی اور مسئلہ شروع ہو جائے گا، اور کوئی بحث شروع ہو جائے گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آخری سوال کرنے دیں۔اس کے بعد میں پھر لاء منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا ان کی تحریک التوائے کارdispose ofہوتی ہے۔جناب سمیع اللہ خان، محترمہ فائزہ احمد، عظمیٰ زاہد بخاری تحریک التوائے کار نمبر233ہے۔

گنگارام ہسپتال کی جانب سے غریب اور نادار مریضوں کو ایکسرے، الٹرا ساؤنڈ اور ٹیسٹوں کی مفت سہولیات کا واپس لیا جانا

محترمہ فائزہ احمد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار مورخہ 24۔مارچ 2006 کی خبر کے مطابق گنگارام ہسپتال کی انتظامیہ نے نادار اور غریب مریضوں کے مفت ایکسرے اور دیگر ٹیسٹوں کی سہولت واپس لے لی ہے۔گنگارام ہسپتال کے بورڈ آف مینجمنٹ نے غریب مریضوں کے لئے ایکسرے، الٹرا ساؤنڈ اور دیگر ٹیسٹوں کی مفت فراہمی کی سہولت واپس لے لی ہے۔حکومت پنجاب کی طرف سے پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں غریب اور مستحق مریضوں کو ایکسرے، الٹرا ساؤنڈ اور دیگر ٹیسٹوں کی سہولت مفت فراہم کی گئی ہے مگر گزشتہ روز گنگارام ہسپتال کی انتظامیہ نے احکامات جاری کئے کہ کسی بھی غریب یا مستحق مریض کا کوئی بھی ٹیسٹ مفت نہ کیا جائے بلکہ ہر ٹیسٹ کی فیس وصول کی جائے۔ غریب اور مستحق مریضوں نے اس فیصلے پر شدید احتجاج کیا ہے۔اس صورتحال کے پیش نظر خصوصاً لاہور کے لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید نفرت اور غصہ پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر فار ہیلتھ !

آوازیں: وہ موجود نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں گزارش کروں گا کہ ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ گنگارام ہسپتال لاہور میں نادار اور غریب مریضوں سے ایکسرے، الٹرا ساؤنڈ اور دیگر ٹیسٹوں کی فیس نہیں لی جاتی بلکہ ایکسرے، الٹرا ساؤنڈ اور دیگر ٹیسٹ غریب اور نادار مریضوں کے مفت کئے جاتے ہیں۔ مزید برآں میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ مینجمنٹ

نے اس قسم کا کوئی حکم جاری نہیں کیا اور آج بھی یہ تمام ٹیسٹ مفت ہو رہے ہیں۔ شکریہ

محترمہ فائزہ احمد: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 234 محترمہ فرزانہ راجہ!

راولپنڈی میں اغواء برائے تاوان اور بعد از وصولی رقم مغوی اور تاوان دہندہ کا قتل

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 18۔مارچ 2006 کو منہاج القرآن انٹرنیشنل سپریم کونسل کے ممبر اور پاکستان عوامی تحریک کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مخدوم تنویر قریشی کے دس سالہ بھانجے ولید کو اغواء کاروں نے اس وقت اغواء کر لیا جب وہ سکول سے واپسی پر محلے کی دکان سے ٹافیاں خریدنے گیا۔ مورخہ 19۔مارچ 2006 کی شام اغواء کاروں نے رابطہ کیا اور پچاس لاکھ روپے تاوان کا مطالبہ کیا جن سے 20۔مارچ 2006 کی علی الصبح تک مذاکرات جاری رہے۔ 25 لاکھ روپے بطور تاوان ادا کرنے کے بعد مغوی کی رہائی کا معاہدہ طے پایا گیا۔ مورخہ 23۔مارچ 2006 کو مغوی کا ماموں مذکور باہمراہ اپنے دو رشتے داروں 25 لاکھ روپے لے کر مقررہ جگہ مرید چوک حسن ریلوے پل راولپنڈی پہنچا تو اغواء کاروں نے تاوان کی رقم لینے کے بعد مخدوم تنویر قریشی پر کلاشنکوفوں سے اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے وہ موقع پر جاں بحق ہو گیا۔ صوبہ میں آئے روز اغواء برائے تاوان کے بڑھتے ہوئے واقعات سے صوبہ کے عوام میں خوف وہراس اور شدید بے چینی پائی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ یہ discuss ہو چکی ہے، میں Call Attention Notice میں پہلے اس کا جواب تفصیل کے ساتھ دے چکا ہوں۔ اس لئے اب اس کو زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ یہ issue پہلے Call Attention Notic میں take up ہو چکا ہے۔اس کا جواب وزیر قانون صاحب دے چکے ہیں، Its a repetition of the same question.

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! کچھ حقائق کا مجھے علم ہے۔چونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے،اس میں کوئی انا کا مسئلہ نہیں ہے کہ اس سے میرے points score ہو جائیں گے یا ان کے ہو جائیں گے۔آپ نے جو کچھ پہلے بتایا ہے میں معذرت خواہ ہوں کہ میں وہ سن نہیں سکی۔اس میں حقائق یہ ہیں کہ جن لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ یہ اس میں involve ہیں،ان کو گرفتار نہیں کیا جارہا۔ پورے گروہ کا جو سرغنہ ہے اس کا تعلق راولپنڈی سے ہے۔صرف ان دو لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے جو تاوان حاصل کرنے کے لئے پشاور سے ٹیلیفون کالز کرتے رہے ہیں۔اس میں سے ایک آدمی پر الزام لگا کر اسے ڈھال بنا کر استعمال کیا جارہا ہے اور پورے گروہ کو بچایا جارہا ہے۔یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے،وزیر قانون صاحب کا تعلق بھی راولپنڈی شہر سے ہے۔اس وقت وہاں پر اس بارے میں لوگ بہت زیادہ بے چین ہیں۔وزیر قانون صاحب مجھے یہ بتادیں کہ انھوں نے کس کو گرفتار کیا ہے۔جن لوگوں کا بچہ ہلاک ہوا ہے ان کی مجھے دن میں چار چار کالز آرہی ہیں۔وہ بہت پریشان ہیں،وہ چاہتے ہیں کہ ان کے مسئلہ کا حل ہو۔وہ کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان کے باقی لوگوں کی زندگیوں کو بھی ان سے خطرہ ہے کیونکہ وہ ان کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ اگر آپ ہمارا پیچھا کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ لوگ بھی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔اس وقت جو لوگ اس خاندان کے زندہ ہیں انھیں بھی اپنی جانوں کا ان ملزمان سے خطرہ ہے۔وزیر قانون صاحب کی مہربانی ہوگی،اگر وہ بتادیں کہ انھوں نے اب تک کس کس کو گرفتار کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: although رولز اس کی اجازت نہیں دیتے لیکن انسانی ہمدردی کی بناء پر میں وزیر قانون صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کی تھوڑی سی وضاحت فرمادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ Call Attention Notice پر اس کا جواب دیا تھا لیکن اس وقت محترمہ تشریف نہیں رکھتی تھیں۔اس وقت غالباً ارشد محمود بگو صاحب نے بھی یہ سوال کیا تھا،انھوں نے باقاعدہ نام پوچھے تھے کہ اس وقت کن کن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے تو میں نے وہ سارے نام ہاؤس میں بتائے تھے۔محترمہ نے فرمایا ہے کہ اس بچے کے گھر والوں کے ان کو ٹیلیفون آرہے ہیں اور انھیں تشویش ہے۔اصل میں یہ ان کا within family ہی ایک معاملہ تھا۔ذیشان جو کہ اس سارے

واقعے کا major کردار ہے وہ ان کا اپنا ہی عزیز ہے۔ وہ ایک عادی مجرم ہے، اس نے ایک پولیس کانسٹیبل کا بھی قتل کیا ہوا ہے، اس کے علاوہ بھی وہ دیگر دوسری وارداتوں میں ملوث ہے۔ اس کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ زرداد، زرولی، سربلند خان وغیرہ کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ابھی اس وقت مجھے سارے نام زبانی یاد نہیں ہیں۔ خرم بھٹی کے علاوہ باقی سارے ملزمان اس مقدمے میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ جناب! جو بچہ قتل ہوا تھا اس کے لواحقین کے ذہن میں اب اس سلسلے میں کوئی ابہام نہیں ہے کیونکہ اصل قاتلوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! لواحقین کے مطابق اس وقت صرف ایک آدمی گرفتار ہوا ہے۔ باقی سب لوگوں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ جو دو لوگ گرفتار کئے گئے تھے ان میں سے بھی ایک کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ خرم بھٹی کو بھی گرفتار کرنے کے بعد چھوڑ گیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہاں
CIA کے جوائے ایس پی تھے انھیں علم تھا، جب یہ تاوان دینے جا رہے تھے تو انھیں یہ سب علم تھا۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہمیں پرائیویٹ گاڑیاں مہیا کریں تا کہ ان ملزمان کو شک نہ ہو کہ ہم آپ کے ساتھ آ رہے ہیں۔ ان لواحقین نے ان پولیس والوں کو چھ گاڑیاں مہیا کیں جن میں CIA کا سٹاف تھا۔ اگر چھ گاڑیوں میں پولیس ساتھ گئی ہے تو ان کے سامنے ڈاکو پیسے لے کر سب کو ہلاک کرتے ہوئے، فائرنگ کرتے ہوئے وہاں سے کیسے نکل گئے؟ راولپنڈی مرید حسن چوک اتنا مصروف اور رش والا علاقہ ہے کہ وہاں آدھ گھنٹے سے پہلے ٹریفک سے نکلا ہی نہیں جا سکتا۔ وہ لوگ پیسا چھیننے کے بعد کیسے نکل گئے؟ وزیر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ ان کا خاندانی مسئلہ تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ ساری ملی بھگت تھی۔ میں کوئی الزام نہیں لگانا چاہ رہی لیکن مرید حسن چوک میں سے ڈاکوؤں کا اس طرح سے بھاگنا، سی آئی اے کے اہلکاران کا وہاں چھ گاڑیوں میں موجود ہونا باعث تشویش اور لمحہ فکریہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! چونکہ اس وقت میرے پاس وہ Call Attention Notice والی فائل موجود نہیں ہے، میں نے وہ آفس میں بھجوا دی ہے۔ پولیس کی طرف سے جو رپورٹ آئی ہے اس میں باقاعدہ پوری تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔ وہ میں محترمہ کو دکھا دیتا ہوں اور اگر ان کے کوئی خدشات ہیں یا یہ اسے کسی اور اینگل سے دیکھنے کی بات کرتی ہیں تو ہم اسے بھی welcome کہیں گے اور انشاء اللہ اس حوالے سے بھی تفتیش کی جائے گی۔ میں تھوڑا سا اتنا بتا دوں کہ جس وقت وہ شخص تاوان کی رقم دینے کے لئے گیا تھا تو وہ پولیس کو ساتھ نہیں لے کر گیا۔ اس نے صرف اس لئے پولیس کو اطلاع نہیں دی کہ اگر ملزمان کو اس

بات کا علم ہو گیا تو وہ خدانخواستہ کہیں بچے کو نقصان نہ پہنچا دیں لیکن بچے کو تو وہ پہلے سے ہی قتل کر چکے تھے۔ بہر حال یہ ساری تفصیل میں نے Call Attention Notice میں بتائی ہے اور ان ساری رپورٹس کی کاپی میں محترمہ کو دے دیتا ہوں۔ ان کی اگر کوئی observation ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی دور کیا جائے گا۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! اس کے لواحقین سے میری کل شام بات ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ چھ پرائیویٹ گاڑیاں ہم نے پولیس کو ہائر کر کے دی تھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پولیس وہاں موجود تھی اور انھیں پہلے سے علم تھا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہی درخواست کروں گی کہ اس معاملے میں probe کریں اور دوسرے اینگل سے اس کی تفتیش بھی کریں اور جو لوگ ذمہ داران ہیں ان کو گرفتار کیا جائے۔ اگر لوگوں کے ساتھ دن دہاڑے اس طرح کی واردات ہو گی تو پھر لوگوں کی کیا حالت ہو گی؟ عوام کا اعتماد تو پہلے ہی اٹھ چکا ہے۔ امن وامان کی صورتحال آپ کے سامنے ہے اس طرح تو پولیس پر سے بھی لوگوں کا اعتماد ختم ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اس حوالے سے وزیر قانون صاحب کو تھوڑا guide کریں وہ بھی آپ کی اس سلسلے میں مدد کریں گے۔ آپ ان کے چیمبر میں انھیں مل کر اس بارے میں بات کر لیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں یہ کہتی ہوں کہ وزیر قانون صاحب اس حوالے سے انکوائری اپنی نگرانی میں کروائیں اور اس کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کریں۔ پہلے جو رپورٹ وزیر صاحب نے پیش کی ہے وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سب اچھا کی رپورٹ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اگر آپ اس کیس کی کسی اور direction میں تفتیش کروانا چاہتی ہیں تو آپ وزیر قانون صاحب کو مل کر guide کریں وہ آپ کی اس معاملے میں پوری مدد کریں گے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! یہ علاقے کی بہتری اور عوام کی بھلائی کے لئے ہے۔ ان کو خود ہی اس بابت probe کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لامحالہ یہ اچھی بات ہے اور وزیر قانون صاحب بھی اس میں مدد کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میری بہن فرزانہ راجہ کچھ اور کہہ رہی ہیں اور وزیر صاحب کچھ اور فرما رہے ہیں۔ میں آپ سے آئین کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ آئین کی بالادستی کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ آئین میں عادلانہ اسلام کا ذکر ہے۔ اگر اسلام کا عادلانہ نظام رائج ہو، کسی کو پکڑنے سے پہلے اس کی تفتیش ہو، حقائق واضح ہوں تو انصاف ملنے میں تاخیر نہیں ہوتی۔ ہمارا آئین کیا کہتا ہے، ہم نے حلف کیا اٹھایا ہے، شق 2 کیا ہے، شق 227 کیا ہے، یہ آپ کو پتا ہے پھر آپ لوگ خوف زدہ کیوں ہوتے ہیں؟ آپ اندر سے گھبراتے ہیں، آپ اندر سے ڈرتے ہیں۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہتی ہوں اگر آئین کی بالادستی چاہتے ہیں، امن چاہتے ہیں تو انصاف صحیح پیمانے پر کیا جائے۔ اسلام نے کہا ہے کہ پہلے تفتیش کی جائے اس کے بعد پکڑا جائے، پھر آپ خوف زدہ نہیں ہوں گے، آپ گھبرائیں گے نہیں۔ جو جھوٹ بولے اسے چوراہوں میں الٹا لٹکایا جائے۔ آپ اندر سے ڈرتے ہیں۔ سچ میں بہت طاقت ہے اور جب بات سچائی پر ہو گی تو پھر امن بھی اسی وقت آئے گا۔ براہ مہربانی! سچائی کو اہمیت دی جائے۔ انصاف کا تقاضا دیکھا جائے۔ جھوٹوں پر تو اللہ کی لعنت ہے ہی۔ میں نہیں کہتی بلکہ میرے رب کے قرآن میں بات واضح ہے۔ آپ سچائی پر آئیں اور ہم نے عہد کیا ہوا ہے کہ ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اس لئے اس میں اسلام کا عادلانہ نظام لاگو کیا جائے تب آپ کو انصاف ملے گا ورنہ آپ تو چکروں میں ہی رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: اس لئے آپ سچے دل سے پاکستان کی خدمت کریں، عوام کی خدمت کریں اور امن کا خیال کریں تو پھر آپ کو سب کچھ مل جائے گا۔ نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: یہ نعرہ تکبیر اس لئے لگوایا ہے کہ اس میں انصاف کی طاقت ہے اور میں انصاف کی بات چاہ رہی ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ ذرا بیٹھیں۔ جی، بی بی!

محترمہ زاہدہ سرفراز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بہن نے تقریباً دس منٹ تک غلط حقائق بیان کئے ہیں۔ انھوں نے فرزانہ راجہ کو غور سے سنا ہے اور نہ راجہ بشارت صاحب کو سنا ہے۔ حقائق کیا ہیں؟ وہ تو اس وقت حکومت ہی جانتی ہے۔ جو اپوزیشن میں ہیں یا عام آدمی ہیں وہ نہیں جانتے۔ فرزانہ راجہ نے بیان کیا کہ پولیس کی چھ گاڑیاں گئی تھیں جبکہ میرے وزیر صاحب کہتے ہیں کہ پولیس ساتھ نہیں گئی اور حقائق بھی یہی ہیں۔ بچہ پہلے قتل کیا جا چکا تھا۔ راجہ صاحب بالکل درست فرماتے ہیں جس کا بچہ اغوا ہو جاتا ہے وہ کبھی پولیس ساتھ لے کر نہیں جاتا۔ اس کو اپنا بچہ اپنی جان سے بھی پیارا ہوتا ہے وہ تو کہتا ہے کہ میں خود جا کر بچہ لے آتا ہوں۔ آپ کیسے کہتی ہیں کہ راجہ صاحب نے غلط حقائق بیان کئے ہیں؟ آپ کو تو اسمبلی کا وقت ضائع کرنے کا شوق ہے اس لئے کہ ہم نے آپ کے لیڈران کو باہر نکالا ہوا ہے جو غدار وطن ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ تحریک التوائے کار محترمہ زیب النساء قریشی!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، محترمہ!

ننکانہ صاحب میں مسلح افراد کی کم سن لڑکی سے اجتماعی زیادتی

محترمہ زیب النساء قریشی: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "آواز" مورخہ 25۔مارچ 2006 کی اشاعت میں یہ خبر جلی حروف سے شائع ہوئی کہ "ننکانہ صاحب 6 مسلح افراد کی باپ اور بھائی کے سامنے کم سن لڑکی سے رات بھر اجتماعی زیادتی" تفصیلات کے مطابق تھانہ ڈوگراں کے گاؤں رسولاں کے صوبہ باجوہ کے گھر چھ افراد زبردستی گن پوائنٹ پر داخل ہو گئے اور مجرمان نے باپ بیٹے کو باندھ کر گھر میں موجود کمسن لڑکی فاخرہ کو ساری رات گینگ ریپ کا نشانہ بنایا اور مجرمان فاخرہ کو خون میں لت پت بیہوشی کی حالت میں چھوڑ کر موقع واردات سے فرار ہو گئے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور حکومت کے خلاف نفرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ مزید حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے اور سخت سے سخت سزا دلوائی جائے تاکہ آئندہ کسی درندے کو ایسی حرکت

کی جرأت نہ ہو۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ ابھی اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے اس لئے آپ اسے کل تک کے لئے pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ بی بی! کل تک اسے pending کر لیا جائے؟

محترمہ زیب النساء قریشی: جی، درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ آج کے اجلاس کا اگلا آئٹم اس معزز ایوان کے سابق رکن جناب محمد طاہر محمود (مرحوم) کے بارے میں وزیر قانون تعزیتی قرارداد پیش کریں گے۔

قرارداد

سابق رکن اسمبلی حاجی محمد طاہر محمود (مرحوم) کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ معزز ایوان جناب محمد طاہر محمود (مرحوم) سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی وفات کو ایک عظیم نقصان تصور کرتا ہے۔ مرحوم نہایت شریف النفس انسان تھے ان کی سیاسی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔" آمین

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان جناب محمد طاہر محمود (مرحوم) سابق رکن صوبائی اسمبلی

پنجاب کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی وفات کو ایک عظیم نقصان تصور کرتا ہے۔ مرحوم نہایت شریف النفس انسان تھے ان کی سیاسی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔" آمین

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان جناب محمد طاہر محمود (مرحوم) سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی وفات کو ایک عظیم نقصان تصور کرتا ہے۔ مرحوم نہایت شریف النفس انسان تھے ان کی سیاسی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔" آمین

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔